واسطے اللہ کے ہی جسنے اوتاری اوپر بندے اپنے کے کتاب
یعنی قرآن شریف اور نرکھی اوسمین کچھ کجی بہت ٹھیک اور درست کتاب
اوتاری تاکہ ڈراوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافرونکو عذاب سخت سے
یعنی دوزخ سے کہ اللہ کیطرف سے ہی اور سوا اوسکے عذاب کنندہ دوسرا
نہین ہی اور مژدہ دے اون لوگون کو جو کہ نیک اعمال کرتے ہین واسطے
اونکے ہی ثواب اچھا درحالیکہ قائم رہین بیچ اوسکے ہمیشہ اور ڈراوے
اون لوگون کو کہ ازروے جہالت کے کہتے ہین کہ رکھتا ہی اللہ تعالے اولاد
نہین اونکو ساتھ اسکے علم اور نہ اونکے باپ دادون کو اسکا علم ہی بڑی
بات ہی جو نکلتی ہی منہ سے اونکے نہین کہتے ہین مگر جھوٹ کہہ ای محمد وہ
اللہ ایک ہی بے نیاز نہین جنا کسیکو اوسنے اور نہ وہ جنا یا گیا اور نہین ہی
واسطے اوسکے برابری کرنے والا کوئی نہین کوئی معبود سوا اوسکے زندہ
کرتا ہی اور مارتا ہی وہ اللہ وہ ہی جسنے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور
دین درست کے تاکہ غالب کرے اوس دین کو اوپر تمامی ادیان کے
اور بس ہی اللہ سچی گواہی دینے والا اور حق کا ثابت کرنیوالا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پیغمبر خدا کے ہین اور وہ لوگ جو ساتھی اونکے ہین سخت ہین اوپر کافرون
کے مہربان ہین آپسمین دیکھتا ہی تو ای محمد اونکو کہ ہین رکوع کرنے والے
سجدہ کرنے والے چاہتے ہین فضل خدا کا اور خوشنودی اوسکی نیکبختی کی نشانی
اونکی یعنی روشنی عبادت کی اونکے چہرون پر ہی اثر سجدہ اونکے سے یہ تو
التعریف ہی اونکی توریت مین اور تعریف اونکی انجیل مین یہ ہی کہ جس طرح

کھیتی نے نکالی اپنی شاخ پھر اوسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا درخت پھر کھڑا ہوا اپنے تنے پر اچھا معلوم ہوتا ہے کھیتی والون کو غرض یہ ہین تو ضیحات و تشبیہ ہے یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اولاً ضعیف تھے بعد اوسکے بتدریج چند ہی روز مین کمال جمعیت اور قوت اونکو حاصل ہوئی اور نہایت رونق و ترقی پر پہونچے اور اوسطرحکی ترقی بعد ضعف کے اونکو اسواسطے دی لیغیظ بہم الکفار یعنے تاکہ جلاوے بسبب اونکے کافرون کے دل کو وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمن سے یقین لانے والون اور نیک اعمال کرنے والون کے واسطے مغفرت کا اور بہت بڑے اجر کا پاک ہے ذات اوسکی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رب کی جو کہ صاحب عزت کا ہے اون باتون سے جو کہ بیان کرتے ہین منکرین دین اور سلام ہے اوپر رسولون کے اور سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار ہے سارے جہان کا **فائدہ** مفسرون نے لکھا ہے کہ مراد والذین معہ سے حضرت ابوبکر صدیق ہین رضی اللہ عنہ کہ قرب رفاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تمام صحابہ سے زیادہ تر مخصوص تھے اور مراد اشداء علی الکفار سے حضرت عمر فاروق ہین رضی اللہ عنہ کہ سختی اور درشتی مین اوپر کفار اشرار کے تمام صحابہ پر سابق قدم زیادہ تر تھے اور مراد رحماء بینہم سے حضرت عثمان ذی النورین ہین رضی اللہ عنہ کہ از دیاد رعایت و مروت و احسان ساتھ مخلوقون کے گویا صفت خاص اونکی تھی اور مراد ترٰیہم رکعا سجدا سے حضرت علی مرتضی ہین کرم اللہ وجہہ کہ فرط مجاہدہ نفس بیچ عبادت کے گویا وصف خاص تھا حضرت شاہ ولایت کا

سبحان اللہ کمال بلاغت اور اعجاز کلام حضرت ملک علام کو بنظر غور دیکھنا چاہیے کہ ذکر اوصاف صحابہ کرام اور مختصوصان خاص آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مین کس ترکیب عجیب و ترتیب غریب کے ساتھ اون حضرات کے صفات کمالات خاصہ کو ارشاد فرمایا اور ترتیب مراتب خلفای راشدین کو کس پیرایہ عجیبہ مین تمام اہل اسلام پر جتایا چونکہ صحابہ کرام رموز دان کلام حضرت ملک علام کے تھے گویا انھین کنایات بلغ مین ان حضرات کی ترتیب خلافت کو بھی کہہ سنایا علاوہ ان سب کنایات ابلغ من التصریح کے ایک اور ایمای صریح اس مقام مین یہ بھی ہے کہ ان جملہ کنایات ابلغ اور توصیفات مصرح بتصریح تام کے اختتام پر جملہ لیغیظ بہم الکفار ارشاد فرمایا تاکہ دلیل ہو اس بات پر کہ صحابہ کرام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جلنا اور بغض و عداوت اونکے ساتھ برتنا کام اہل اسلام کا ہرگز نہین ہے

عذر تقصیر

ادای حمد و ثنای خدا سے بہت سخت اشکال بلکہ سراسر امر محال ہے جہان حضرت سرور انبیا نے ماعرفناک حق معرفتک فرمایا وہان اور کسی بوالفضول کو دم مارنیکی بھلا کیا طاقت و مجال ہے ؎ سبحان خالقی کہ صفاتش زکبریا + برخاک عجز میفگند عقل انبیا + گر صد ہزار سال ہمہ خلق کائنات + فکرے کنند در صفت عزت خدا + آخر بعجز معترف آیند کای الہ + دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما + بیان نعت حضرت خیر البشر و خاتم انبیا کسکا مقدور ہے جہان بڑے بڑے اولیا اور علما اور فضلاے بیمثل و یکتا سے سوا اٹھا

مختصر و قصہ تحسک اوسکےپڑھنے سننے آیا ہر بان اور کسی ظالم و جہول کو دخل نطق کا
دینا سراسر خلاف عقل و شعور ہے آحق جسطرح ذات خداوند خالق کائنات
کی مرتبہ وجوب مین مثل و ہمتا اپنا نہین رکھتے اسیطرح ذات جامع الصفات
حضرت سرور کائنات بھی بسبب مظہر اتم اور آئینہ جمال بیمثال حضرت خداوند
ذوالعزو الجلال ہونیکی مرتبۂ امکان مین سب سے مثل و مانند ہی واقع ہوئی ہے
پس کسکی مجال ہے کہ تعریف ایسی ذات بیمثال کی کر سکے ؎ یا صاحب الجمال
و یا سید البشر ٭ من وجہک المنیر لقد نور القمر ٭ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ٭
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ علاوہ اسکے خداوند عالم نے اپنے
کلام قدیم مین خود مدح و توصیف آنحضرت اور آل اطہار اور اصحاب کبار
آنحضرت کی فرمائی ہے پس جن حضرات کی مدح و صفت خود قرآن مجید ہے
خلق کو کیا مجال ہے کہ اونکی تعریف مین ذرا بھی دم مار سکے ؎

ہست خارج از حد نطق انام		مدح آل و مدح اصحاب کرام

ہر گاہ بیقین معلوم تھا کہ انسان ضعیف و نحیف نہ حمد خداوند جل علی کی
طاقت رکھتا ہے نہ نعت حضرت رسالت و مدح و ثنای آل و اصحاب و الاحباب کی تاب و لیاقت
لہذا بنحوائے غرای لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک دیباچۂ
کتاب کو اوسی خداوند بیچون و بیچگون کے کلام پاک سے متحلی کرنا مناسب
جانا اور نعت حضرت سرور کائنات اور مناقب حضرات آل و اصحاب
برگزیدہ صفات مین بھی بعض آیات کلام حضرت مالک علام ہی کو بسبیل
عنوان بیان کرونا اما بعد گنہگار سراپا قصور الراجی الی عفو

ربنا الغفور سید معظم حسین ابن غفران مآب سید امداد علی
غفر الله لہ و لوالدیہ ورحم الله علیہما وعلیہ متوطن قصبہ شایستہ آباد
علاقہ بریسال من اضلاع ممالک بنگالہ خدمت برادران دین اور احباب
صاحب صدق و یقین میں بیان عرض کرتا ہی کہ اجداد اس عجز نہاد کے
سادات کرام مقام بغداد سے تھے من بعد بوسیلہ نسبت مصاہرت
مالک شایستہ آباد کی زمینداری کے ہوئے اونھین کی نیک نیتی اور
حسن اعمال کی برکت ہی کہ حق تعالے نے بتصدق اپنے حبیب و کامنات
افضل موجودات رحمت عالمین شافع یوم الدین رسول مقبول صلی الله علیہ
وسلم کے اس ضعیف و نحیف کو آجکے دن باعزت وحرمت بلا فساد و
خرخشہ مابین الشرکا رجملہ آفات دنیاوی سے محفوظ اور ساتھہ انواع نعمات
واحسانات کے محظوظ فرمایا ہی اور علاوہ ریاست زمینداری معتدبہ کے
جو کہ حیثیت اور لیاقت اس نالائق اذل خلائق سے بدارج زیادہ تر ہی
عہدہ جلیلہ ججی عدالت خفیفہ اضلاع کشتیا پبنہ وغیرہ تین مقامات کے
ساتھہ بتفضل وکرم خداوند کریم کارساز شرف امتیاز اس خاکسار ذرہ بیمقدار
نے پایا ہی ان دنون بسبب انواع گزند اور حوادث چند در چند یعنی وفات
بیہم دو برادر بزرگ سید تجمل علی مبرور اور سید عبد المجید خان بہادر
مغفور سابق ڈپوٹی مجسٹریٹ ضلع ڈھاکہ کے اور بھی انتقال سراپا ملال
برادر خرد سید عبد اللہ خان بہادر مرحوم کے جو کہ درجہ اول کے
جج عدالت متالبہ خفیفہ شہر ڈھاکہ کے تھے اللہم اغفرہم وارحمہم برحمتک الذی وسعت

دل انتشار منزل بوجب طبع کے صدمات پے در پے گذرے کہ بیان اوسکا نہین ہوسکتا اور کیفیت دیدہ دیگر تو صورت حال ہی سے ظاہر ہے لیکن چونکہ بمقتضای فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کوئی کام خداوند علیم وحکیم کا حکمت سے خالی نہین ہوا کرتا لہذا بمضمون عسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم ظاہراً غلبہ صدمات مین بھی حکمت ہی معلوم ہوئی کہ اس دل سراپا اسیر دام تعلقات دنیوی کو ایک طرفۃ العین مین جملہ بند ہاے بلا سے رہائی کلی ہو گئی اور تمام دنیا ومافیہا سے یکبارگی دل اوچٹ گیا کسی طرح کی لذت اور فرحت امور دنیا کی باقی نرہی شوق زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما جو ایک مدت سے مثل آتش در دل سنگ کے مستور ومضمر تھا اور انھین تعلقات کے سبب سے ظہور اوسکے اثر کا اصلا نہین ہوتا تھا وقوع صدمات پیاپے سے شرارے اوس شوق کے بے اختیار باہر آنے لگے دمبدم اثر اپنا دکھلانے لگے گویا ہر ضرب صدمہ غم سمند شوق کے واسطے تازیانہ تھا کہ عزم مصمم اور ارادہ موثق بسبب اوسکے حاصل ہوا پس چونکہ اوس جناب پاک کی حاضری کے لیے کسیقدر قابلیت اور صلاحیت کا پیدا کرنا بھی ضرور تھا لہذا بموجب قول قائل کے اصحب اخاکرم تحظی بصحبتہ

فالطبع مکتسب عن کل مصحوب ✤ والریح اخذۃ مما تمر بہ ✤ نتنا من النتن او طیبا من الطیب ✤

واسطے حاصل کرنے تزکیہ نوع ما اور دریافت اسرار ونکات عبادات کے استفادۂ صحبت دوستان تنہائی کیطرف کہ عبارت کتب ورسائل علوم دینی سے ہے ہمہ اسمہ رغبت خاطر منتشر ہوئی انھین سلف نعیم

کتب دینی سے اکثر اوقات فیضیاب ہوتا تھا اور اگرچہ اکثر باتین خاطر ملول و محزون مین مستحضر نہین تھین بمصداق مقولہ بعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو ہو المسک ما کررتہ یتضوع بار بار او نکہین فوائد کی تحریر و تقریر سے زنگ غم دنیوی کو آئینہ دل تشتت منزل سے کھوتا تھا یہانتک کہ وہ تحریرات بقدر ایک چھوٹی سی کتاب کے مجتمع ہو گئین تب یہ خیال ہوا کہ اگر یہ دفتر پریشان مرتب ہو کر مطبوع ہو جاوے تو عموماً جمیع مسلمانون کو اور خصوصاً میری اولاد و احفاد اور احباب اور اصحاب کو مفید و بکار آمد ضرور ہے اور کیا عجب ہے کہ مسلمان بھائیون کی خیرخواہی سے ایک ثواب عظیم اس خاکسار کو حاصل ہو کیونکہ اس وقت بنا بر فکر معیشت جو لوگ کتب مطول عربی و فارسی کی سیر سے معذور ہین اگر اس مختصر اُردو رسالہ کو گاہے ماہے دیکھ لیا کرینگے تو ضرور ہے کہ اونکے دلون پر اثر کرے اور طبیعتون کو گداز کی حاصل ہو لہذا بنظر انتفاع عام اہل اسلام کے اون فوائد منتشر کو اس خاکسار ذرہ بمقدار نے فی الفور پیرایہ جمع و ترتیب دیا اور نام اس کتاب کا

تقویم السعادت و تعلیم العبادت مقرر کیا واللہ الموفق والمعین وعلیہ توکل و بہ نستعین

آغاز عنوان کتاب بیمن توفیق خداوند ملک وہاب

مخفی نرہے کہ یہ کتاب مشتمل ہے اوپر بیان ارکان اسلام کے اور اسلام عبارت ہے انقیاد ظاہر سے یعنی گواہی دینا الوہیت پر اور نبوت پر اور اقرار و انقیاد

ظاہر کرنا اور باقی جملہ احکام دین متین کے اور چونکہ ارکان اسلام کے پانچ ہین اول ایمان یعنی تصدیق ساتھہ وحدانیت ورسالت وغیرہ کے دوم نماز پنجگانہ سوم زکوٰۃ مال چہارم صیام رمضان پنجم حج خانہ کعبہ لہذا پانچ عنوان مین بطور رسائل مستقل علیحدہ علیحدہ بیان کرنا پانچون ارکان کا مناسب معلوم ہوتا ہے ہر ایک رسالہ اس کتاب کا واسطے دریافت مطالب ایک ایک رکن اسلام کے جداگانہ بطور مستقل رہے اور چونکہ اصل اصول اور موقوف علیہ جملہ ارکان کا ایمان ہے لہذا اول شروع بیان ایمان سے کیا

رسالہ اول دربیان ایمان

جاننا چاہیے کہ ایمان عبارت ہے محض تصدیق قلبی سے یعنی یقین کرنا ان سب امور کا جو کہ بروایات صحیحہ بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث مین مذکور ہین اور بیان ایمان کا احادیث سے اس طرح پر ثابت ہے کہ ایمان یقین کرنا ہے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوسکے رسولون پر اور قیامت پر اور تقدیر پر خواہ تقدیر خیر ہو خواہ شر اور جبکہ ایمان محض تصدیق یعنی امر قلبی ٹھہرا تو اقرار باللسان کہ قسم اعمال جوارح سے ہے داخل حقیقت ایمان نہوا اسیواسطے کلام حضرت ملک علام مین جہان کہین مذکور ایمان کا آیا ہے صرف تعلق قلب ہی کے ساتھہ اسکو ذکر فرمایا ہے قولہ تعالی اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وقولہ تعالے ولما یدخل الایمان فی قلوبہم وایضا قولہ تعالی وقلبہ مطمئن بالایمان غرض ان سب آیات

خارج ہونا تلفظ لسانی کا حقیقت ایمانی سے پر ظاہر ہے علاوہ اسکے آیۂ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات مین عمل صالح کے ایمان پر معطوف آنے اور بمقابلہ ایمان جدا ذکر کیے جانے سے بھی جدا ہونا اقرار لسان کا حقیقت ایمان سے بخوبی روشن و باہر ہے لیکن معلوم کرنا چاہیے کہ اقرار لسانی وقت حاصل ہونے قدرت و اختیار اقرار کے شرط ہے واسطے ایمان کے اگر کوئی شخص باوجود حصول قدرت و اختیار کے اس اقرار سے عمداً گریز کرے تو بمقتضائے اذا فات الشرط فات المشروط مومن ہرگز خیال نکیا جائیگا بلکہ اطلاق کفر اوسپر آئے گا پس نفس ایمان کے واسطے اقرار لسانی اگرچہ جزء حقیقت ثابت نہوا لیکن موقوف علیہ ایمان کا ضرور ٹھہرا اور حقیقت اسلام کے واسطے تو اقرار لسانی بلاشک جزء اعظم اور مدار اتم واقع ہوا ہے کس واسطے کہ اسلام عبارت ہے قبول و انقیاد ظاہر سے یعنی تلفظ بکلمۂ شہادت اور اقرار ساتھہ باقی اعتقادات اور ضروریات دین متین کے بلکہ اسلام کامل کی حقیقت مین تو سوائے اقرار باللسان کے عمل بالارکان یعنی صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ بھی داخل ہین اور بھی مخفی نرہے کہ بعض محققین دین متین کی تحقیق اس مقام میں اس طرح پر ہے کہ اقرار باللسان اور عمل بالارکان گو اوس قسم کے اجزائے اصلی تو حقیقت نفس ایمان کے نہین ہین جنکے فقدان سے فقدان نفس حقیقت ایمان لازم آئے لیکن اس قسم کے اجزا بلاشبہہ ہین کہ جملہ رونق و خوبی ایمان کی انھین اجزا پر موقوف و منحصر ہوا کرتی ہے کسواسطے کہ ایمان مثل ایک درخت کے ہے اور اقرار باللسان اور عمل بالارکان مثل شاخون او

پتون اور پھل پھول اوس درخت کے ہین لیکن شاخ اور پتے اور پھل
پھول کو اوس قسم کے اجزاے اصلی تو درخت کے واسطے نہین ہین
جسکے انتفا سے انعدام نفس درخت لازم آوے بلکہ اگر یہ اجزا بالکل معدوم
ہون تب بھی تنہ صرف درخت درخت ضرور کہلاتا ہے لیکن جملہ رونق
وخوبی درخت کی انہین شاخون اور پتون اور پھلون اور پھولون پر
موقوف ومنحصر ہوا کرتی ہے پس جو درخت کہ شاخون اور پتون اور پھلون
اور پھولون کے ساتھ رونق وسرسبزی رکھتا ہو اوس درخت کی رونق
وخوبی اور زیبائی کے سامنے جیسی کچھ حقیقت اس درخت تنہ محض
کی ہوا کرتی ہے پر ظاہر غرض ایمان مجرد از اقرار باللسان وعمل بالارکان
اور ایمان مقرون باقرار باللسان وعمل بالارکان کے فرق وتفاوت
کوان دونون قسم درخت کے فرق وتفاوت سے دریافت کرنا چاہیے

سوال اقرار لسانی کو جو شرط حقیقت ایمانی بیان کیا یہ امر قرین
صواب کسطرح معلوم نہین ہوتا ورنہ جو گونگا آدمی کہ دل سے تصدیق
رکھتا ہے لیکن زبان سے اقرار نہین کرسکتا چاہیے کہ بسبب انعدام
شرط اقرار کے ایماندار شمار نکیا جاوے اور اسیطرح وہ شخص جس شخص کو
تصدیق دلی حاصل ہوئی لیکن بمجرد حصول تصدیق کے وفات آپہنچی اور باقی
نوبت اقرار لسانی کی نہین آئی چاہیے کہ ایسا شخص بھی مومن عند اللہ اعتبار نکیا جاوے

جواب شرط ہونا اقرار لسانی کا واسطے حقیقت ایمانی کے [redacted] حصول
طاقت واختیار اقرار پر مقید ومشروط کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ گونگے کو طاقت

اقرار لسانی کی نہین ہوتی علاوہ اسکے اور حرکات اور اشارات گونگے
کی قائم مقام اقرار لسانی کے ہوا کرتے ہین پس اقرار لسانی کی باوجود
موجود ہونے ایسے اشارات ابلغ من التصریح کے گونگے کے واسطے
کیا احتیاج ہی رہا وہ شخص جسنے بعد حصول التصدیق قلبی کے معًا وفات
پائی نوبت اقرار لسانی کی اوسکو نہین آئی ایسا شخص تو بسبب عدم
حصول قدرت یعنی فرصت کے بالبداہتہ معذور و بیقصور ہی خلاصہ
کلام اور ملخص مرام یہ کہ اقرار باللسان بالضرور شرط ہی واسطے ایمان کے
ہان عمل بالارکان البتہ شرط واسطے نفس ایمان کے نہین ہی کسواسطے
کہ اگر عمل بالارکان بھی شرط ایمان قرار دیجاوے تو ہر فاسق اور فاجر کو
بے ایمان شمار کرنا لازم آوے حال آنکہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے
فاسقون اور فاجرون پر نماز جنازہ پڑھی ہی اور مقابر مسلمین مین اونکو
دفن کیا ہی علاوہ اسکے احکام شرعی سے اقتدا ایسے نماز ہر نیک و بد کے
پیچھے درست ہی اور آیہ مرحمت مایہ یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ
نصوحا سے بھی مومن ہونا گنہگارون اور خطا کارون کا ثابت ہی پس مسلمانان
گنہگار تا وقتیکہ خدانخواستہ اصول عقائد دین متین مین کسیطرحکا قصور و
فتور واقع نہو صرف گناہ کے سبب سے دائرۂ ایمان سے خارج نہین ہو سکتے
لیکن اللہ رب العالمین نے تمام ایماندارون سے جو لوگ کہ ساتھ ایمان
کے عمل نیک بھی کرتے ہین اونکو خاص کیا ہی اور بہت بڑا فضل و شرف
دیا ہی کما قال اللہ تعالے والذین امنوا وعملوا الصالحات لندخلنہم فی الصالحین

اور بھی نیک اعمال مومنون کو علاوہ نجات حصول درجات کے ساتھ بھی مبشر فرمایا ہی ذکر ایسے بشارات کا قرآن شریف مین جابجا آیا ہی قولہ تعالے

والذین آمنوا وعملوا الصالحات لنبوئنہم من الجنۃ غرفا تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ونعم اجر العاملین وایضا قولہ تعالی فاثابہم اللہ بما قالوا جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک جزاء المحسنین وایضا قولہ تعالے

فالذین آمنوا وعملوا الصالحات فی جنات النعیم اور بھی مخفی نرہے کہ ہرگاہ بیان سابق سے معنی مصطلح شرعی لفظ اسلام کے یہ معلوم ہوئے کہ اسلام عبارت ہی انقیاد ظاہر سے یعنی گواہی دینا اس بات پر کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ کے ہیں اور نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا اگر مقدور ہووے تو اب اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ صرف ظاہر گواہی دینا اور ارکان بجا لانا تو بدون تحقق حقیقت ایمان کے بھی ممکن ہی جیسا کہ تلواریت کرتے ہے اکثر منافق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین گواہی دیتے تھے اور اس وقت تک بھی معاذ اللہ منہا بعض لوگ بخوف نااتفاقی اجماع امت کے بظاہر مسلمان اپنے کو دکھلاتے ہین پس اس صورت مین ایمان اور اسلام ظاہر کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجہ کی ٹھہری یعنی ممکن ہی کہ ایک شخص باوجود ایمان یعنی باوجود بہرہ یاب ہونے ساتھ تصدیق قلبی کے بجا آوری صوم وصلوۃ حج وزکوۃ وغیرہ احکام اسلام سے بے نصیب ہو بلکہ بسبب ستراتیجیت کے

اقرار لسانی بھی نکرسکے اور کبھی ممکن ہی کہ ایک شخص با وجود انقیاد ظاہر
یعنی اقرار باللسان اور بجا آوری جملہ ارکان کے اصل ایمان ہی سے
محروم ہو صرف کسی جلب منفعت اور دفع مضرت کے سبب سے اشتغال
اور استعمال اعمال و ارکان دین متین کا کرتا ہو یہ دونوں مادے تو
افتراق ایمان و اسلام کے ٹھہرے رہا مادہ اجتماع وہ یہ ہی کہ تصدیق
دلی اور انقیاد ظاہری دونوں جمع ہوں یہ نسبت جو بیان کی گئی
درمیان ایمان اور اسلام ظاہر کے بیان کی گئی لیکن اسلام حقیقی
پس وہ کبھی نہیں جدا ہوتا ہی ایمان سے کسو واسطے کہ ایمان مثل جڑ کے
ہی اور اسلام حقیقی مثل درخت کے اور ظاہر ہی کہ جڑ کے نہونے سے
قیام درخت کا کسی طرح پر متصور نہیں ہو سکتا ہاں درخت تصویر محض البتہ
بدون جڑ کے قائم ہوا کرتا ہی پس اسلام ریا سے ظاہری محض کو مثل جسد
بیجان اور درخت تصویر محض کے سمجھنا چاہیے اوسکے واسطے البتہ
تصدیق قلبی کی کچھہ احتیاج نہیں ہی اور چونکہ اسلام حقیقی مثل ایک جسم
ذی روح اور درخت ثابت الاصل کے ہوتا ہی اسکے واسطے روح
اور اصل یعنے تصدیق قلبی کا ہونا ضرور چاہیے پس اسلام حقیقی اور
ایمان میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ثابت ہوئی یعنی وجود اسلام
حقیقی کا بدون ایمان کے کسی طرح پر ممکن و متصور نہیں ہی ہاں عکس اسکا
البتہ ممکن اور متصور ہو سکتا ہی یعنے ممکن ہی کہ ایک شخص تصدیق قلبی
رکھتا ہو لیکن اعمال اور ارکان ظاہر سے محروم رہے ہرگاہ ایمان اور

اسلام دونوں کے معنی قلبی وعملی وعلوم ہوکر ثواب دین کے معنی
بھی معلوم کرلینا چاہئیں تو واضح ہو کہ ایمان تو گویا جان ہے اور اسلام
مانند جسم کے ہے پس اس جان اور جسم کی ترکیب امتزاجی سے جو وجود شخصی
حاصل ہوا کرتا ہے اوسکا نام دین ہے **فائدہ** ایمان میں صرف معرفت
قلبی بھی کفایت نہیں کرتی جب تک کہ قبول واذعان وتسلیم وگرویدگی
کے ساتھ اقتران اوسکا نہو کیونکہ اسلئے کہ بعض کفار اشرار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف میں شناخت حقیت رکھتے تھے ساتھ
اسکے بھی عناد وانکار واستکبار کے سبب سے راہ مخالفت ہی پر
چلتے تھے پس وہ شناخت بدون قبول وانقیاد کے ہرگز اونکو اسلئے
مفید نہوئی اسحق اگر انکار عنادی سے قطع نظر کیجاے تو ابلیس لعین بھی
بالعزم واز جملہ مومنین بلکہ از زمرہ کاملین اہل یقین قرار پائے **فائدہ**
اگر کوئی مغرور نفس امارہ یہ بات کہے کہ ہرگاہ دین اور اسلام دونو کے
واسطے اصل جان ایمان ٹھہرا اور مدار کار نجات ومغفرت کا بھی ایمان
ہی پر مقرر ہوا ہے رہے گناہ گناہوں کے واسطے تو خداوند ارحم الراحمین
نے خود سے فرمایا ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا وعدہ بخشش ہوکہ مخبر فان
کہ تاکید وتحقیق کے واسطے آیا کرتا ہے ارشاد فرما ہی چکا ہے اس صورت میں
انسان کو صرف نفس ایمان یعنی اعتقاد قلبی کے نگاہ رکھنے میں خیال اور
کوشش چاہیے باقی رہا اقرار باللسان خیر اقرار باللسان بھی وہ واسطے تحقق
قلبی کے شرط ہی ہے لیکن نفس اعمال وافعال صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ وغیرہ

جان مارنے کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی تو ایسا سمجھنا اوس مغرور
نفس امارہ کا نبخت بیجا اور سراسر ناسزا ہی کسواسطے کہ گو اسمین شک نہین
کہ دین اور اسلام دونون کے واسطے اصل جان تو ایمان ہی ہی لیکن صحت
اور سلامتی بلکہ جملہ رونق اور ترقی جان کی جسم کی صحت وسلامتی اور طاقت
ولیاقت پر موقوف ومنحصر ہوا کرتی ہی پس صحت وسلامتی اور رونق وترقی
ایمان کی کہ جان واسطے جسد اسلام کے ہی صحت وسلامتی اور طاقت و
لیاقت جسد اسلام پر موقوف ومنحصر سمجھنا چاہیے اور جسطرح خلل ونقصان
اور فساد وبطلان جسم کا بالآخر باعث اہلاک جان ہو جایا کرتا ہی اسیطرح
تخریب وبطلان جسد اسلام سے خود فساد وبطلان نفس ایمان یقینی جان
لینا چاہیے یعنی جس طرح ہجوم علل واسقام اور غلبہ خلل وفساد جسمانی سے
شدہ شدہ بالآخر جان پر پہنچاتی ہی اور نوبت ہلاکت نفس جاندار کی آتی ہی
اسی طرح ہجوم امراض نفسانی اور فساد وبطلان جسد اسلام سے ہلاکت
ابدی جان یعنی تخریب وبطلان نفس ایمان کا خوف بالآخر ضرور ہی الحق
ایسی خرابی اور فساد جسد اسلام کے ساتھہ سلامت رہنا جان ایمان کا
اعجب امور ہی پس کثرت معاصی اور ہجوم مخالفات شرعی کے سبب سے
صورت زوال وبطلان نفس ایمان کو اس طرح پر متصور کرنا چاہیے کہ
ہر صدور معصیت ومخالفت سے ایک نقطہ سیاہ ظلمت گناہ کا قلب
بشر پر چمکر کثرت نقاط سیاہ سے بالآخر تمام قلب بشر گھر جایا کرتا ہی
اور بعد گھر جانے تمام قلب کے اچہوے سلسلہ معاصی کے سبب سے

اون نفسانا سیاد ہو اور نفسانا سیاد یہ ہمنا شروع ہوتے تین تا آنکہ ظلمات بعضہا فوق بعض کا مصداق ہوکر نور ایمان قلبی کو لقمۂ کرتے ہین پس جو شخص ارتکاب معصیت اور عدم انقیاد احکام شریعت سے نہین ڈرتا ہو اور مجرد اعتقاد قلبی ہی کو باعث رستگاری جاوید اور کافی دوا فی واسطے اپنے خیال کرتا ہو مثال اوسکی ایسی ہو جسطرح کوئی شخص انواع امراض مبتلا ہو اور اون شدائد امراض سے اصلا ڈرے اور پرہیز کسیطرح توجہ طرف استعمال دوا یا التزام پرہیز کے نکرے بلکہ یہ بات سمجھے کہ یہ تمام امراض تو میرے محض جسمانی ہین ہوا کرین اگر سلامتی جان ہو تو امراض جسمانی سے مجکو کیا مضرت و نقصان ہو ایسا سمجھنا کسقدر بیوقوفی کی بات ہو پس اسیطرح صرف اعتقاد قلبی کے دھوکے پر جملہ احکام دین اسلام سے مجتنب اور بے پروا رہنے مین بھی خوف تلف ایمان سے کب نجات ہو نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ربنا

لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب علاوہ اسکے تخریب و فساد جسم یعنی تخریب و فساد اسلام کے سبب سے اندیشہ فساد و بطلان جان یعنی تخریب ایمان ہونا یا نہونا ایک امر آخر ہو لیکن یہان تو خود در اصل نفس وجود ایمان ہی مین بحث و کلام ہو ایمان بلا اسلام اگر حقیقت پوچھئے تو خود ایمان ہی بے نام ہو کسواسطے کہ ہرگاہ ایمان امر قلبی یعنی مخفی ہو اور اوسکے ثبوت یقینی کے واسطے قرائن و دلائل کا ہونا بھی ضروری چاہیے بدون قائم ہونے دلائل و قرائن موجب

قطع ویقین شک کے دعوی ایمان کا مسلم کب ہوسکتا ہے ورنہ ہر کافر مشرک بھی
چاہیے کہ دعوی ایمان کرے اور دعوی اوسکا قرین یقین سمجھا جاوے
ماسوا اسکے قواعد فن حکمت مین یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ بمقتضا سے
اذا ثبت الشی ثبت بجمیع لوازمہ کوئی شی جسوقت ثابت ہوتی ہے تو اوسکے
ساتھہ اوسکے جمیع لوازم اور مقتضیات بھی ضروری ثابت ہوتے ہین مثلاً
اگر کسی شخص نے افیون بقدر مسکر کھائی یا شراب پی تو یہ ممکن نہین ہے کہ جو
آثار اور مقتضیات افیون اور شراب پینے کے ہوا کرتے ہین ظہور نکرین
پس اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ برابر مین افیون پیتا ہون یا مدام
استعمال شراب کرتا ہون لیکن نشہ اوسکا اصلا مجھکو ظاہر نہین ہوتا تو
ایسا دعوی اوس شخص کا جملہ عقلا کے نزدیک یا تو کذب محض خیال
کیا جائیگا یا محمول اس بات پر ہوگا کہ شاید یہ شخص استعمال افیون و
شراب صرف براے نام بطور چکھنے اور زبان پر رکھنے کے کرتا ہوگا
جس مقدار لاشی پر کوئی اثر اور نفع یا ضرر مترتب ہونا ضرور کیا بلکہ ممکن و
متصور بھی نہین ہے یا یہ احتمال کیا جائیگا کہ شاید افیون و شراب کے دھوکے
مین کوئی دوسری شی غیر مسکر یہ شخص پیتا ہے یا ساتھہ استعمال افیون و شراب
کے کسی ایسی دوسری شی کا استعمال کرتا ہے جسکے سبب سے افیون
اور شراب باطل محض ہو جاتی ہین اصلا اثر اپنا نہین دکھلاتی ہین جسطرح
کوئی شخص شراب کے ساتھہ نمک گھول کر پی لے یا افیون کے ساتھہ
کھٹائی وغیرہ اشیای مفسدہ اثر کا استعمال کرے سوا ان چار صورتوں کے

کوئی پانچوین صورت عقلاً ایسی نہین ہے کہ ساتھ تسلیم کرنے احتمال قدر موثر افیون خالص اور شراب خالص غیر باطل الاثر کے عدم ظہور اوسکے اثر لازم کی کسیطرح سزاوار قبول ارباب عقول ہوسکے ہرگاہ اس قاعدہ مسلمہ عقلیہ کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ بموجب اس قاعدۂ مسلمہ عقلیہ کے ثبوت ایمان حقیقی کیواسطے بھی ترتب اثر لازم یعنے انقیاد ظاہر کا ہونا ضرور چاہیے کیونکہ ہرگاہ ایمان عبارت خداوند جل و علی کی خدا و احدیت اور کمال قدرت اور دیگر جملہ صفات کاملہ کے ساتھ اعتقاد و انقیاد دلی رکھنے سے ہے تو خوف کرنا تو خداوند جل و علے سے اور دوست رکھنا اوسکا اور یاد رکھنے اوامر و احکام کا بالضرور لوازم و مقتضیات ضروریہ اس اعتقاد و انقیاد دلی سے ٹھہرا یہ ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص کسیکو دوست رکھے اور سرتا سر حاکم اور قادر اپنے اوپر جانے اور اوسکے محسن اور منعم ہونیکو بھی مانے باینہمہ اوس محبوب اور حاکم اور قادر اور محسن و منعم کے خوشی ناخوشی کی اصلا پروا اوسکو نہو اور باوجود دعوائے محبت و ممنونی و محکومی کے کچھ اصلا بتادراہ و رسم محبت و اطاعت کا اوس اپنے محبوب مطلوب اور پناہ اور امیدگاہ کے ساتھ نہ برتے ایسا دعوی بلادلیل محبت و اطاعت کا کسی عاقل بلکہ سفیہ جاہل کے نزدیک بھی قابل تسلیم نہین ہے پس عدم ظہور انقیاد احکام و اوامر ظاہر کسی مدعی ایمان کا بھی قیاس تفصیل مندرجۂ بالا چار وجہون سے خارج نہین ہوسکتا یعنی یا تو یہ مدعی ایمان اس صورت مین کاذب محض

قرار پائیگا یا یہ خیال کیا جائیگا کہ عقائد دین اسلام اس شخص کے دل مین
اس درجہ خفیف و ضعیف براے نام وسوسے کے طور پر گذر رکھتے ہین
جن عقائد کے وجود بے نمود کو مثل اثر ذوق قطرہ واحد افیون و شراب
کے موہوم محض سمجھنا چاہیے یا یہ احتمال کیا جائیگا کہ جسطرح کوئی شخص
افیون و شراب کے دھوکے مین اور کسی چیز کا استعمال کر کے اپنے تئین
داخل زمرۂ شاربین افیون و شراب حساب کرے اسیطرح اس شخص نے
بھی واللہ اعلم کن اوہام و خیالات کو ایمان گمان کر لیا ہے یا یہ تصور مین
آئیگا کہ ساتھ اعتقادات خاصہ ایمان کے اعتقادات کفر و شرک مبطل
ایمان و اسلام کو بھی اس شخص کے دل مین شاید اسقدر دخل و اثر ہے کہ
جس طرح نمک شراب مین گھولکر پینے سے شراب شراب نہین رہتی
باطل ہوکر ماہیت اوسکی بدل جایا کرتی ہے اسیطرح اون اعتقادات
کفر و شرک و زندقہ و الحاد کے ترکیب امتزاج سے عقائد خاصہ ایمان
اس شخص کے محض کالعدم ہو گئے ہین ان چار صورتون کے سوا پانچوین
صورت کوئی عاقل بھی اسجگہ تجویز نکریگا تتمہ کلام اور خلاصہ مرام یہ کہ دعویٰ
ایمان تو درحقیقت دعوی ان تمام امور کا ہوتا ہے کہ مین یقین کلی اور
اذعان قطعی رکھتا ہون کہ خداوند پیدا کرنے والا میرا اور تمام مخلوقات
کا واحد لاشریک لم یزل ولایزال قدیم و علیم ہے سمیع اور بصیر اور دانا اور
حکیم ہے جامع جملہ صفات ہے حاوی جملہ کمالات ہے عالم الغیب ہے بے عیب
ہے رزاق جملہ مخلوقات ہے واقف جملہ حالات ہے تمام خوبیان اور بڑائیان

اوسیکے واسطے ہین جملہ خیر و شر اور نفع و ضرر مخلوقات اوسیکی ذات کامل الصفات کے ساتھہ تعلق رکھتے ہین وہ جو کچھہ چاہتا ہی سو کرتا ہی اوسکے حکم اور قدرت اور مشیت مین کسیکو مجال دخل نہین ہی وہ سب سے بڑا ہی اوسکی ذات بیچون و بیچگون ہی کسیکو برائی نہین ہوسکتی نہین اوس سے زیادہ خوبی اور نیکی مین کسیکو جانتا ہون نہ اوسکی قدرت اور جلال اور عظمت اور کمال کے سامنے کسیکی قدرت اور جلال اور عظمت اور کمال کو مانتا ہون سوا اوسکے کسیکی مجال نہین کہ کوئی خیر و شر یا نفع و ضرر مجھکو پونہچا سکے جو کچھہ بھلائی برائی مجھکو پہونچتی ہی اوسیکے حکم اور مشیت سے پہونچتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسنے مع اپنے ایک فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن شریف کے ہدایت جملہ مخلوقات کیواسطے بھیجا ہی جو کچھہ اونسے دعوے کیے ہین اور خبرین بیان فرمائی ہین وہ سب سچ ہین مین اوسکے تمام احکام کو مانتا ہون اور اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری اپنے اوپر فرض جانتا ہون انتہی پس اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ بات تو ظاہر ہی کہ ان تمام دعاوی اور اعتقادات مین اگر ایک دعوی اور اعتقاد بھی انسان کے دل مین نہوگا تو وہ شخص مومن کسیطرح نہین ہوسکتا اس صورت مین ہم یہ پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے ان تمام دعاوی اور اعتقادات کے آیا یہ بھی ممکن ہی کہ دل مین تو یہ تمام دعاوی اور اعتقادات بھرے ہون اور ظاہر اثر محبت و انقیاد خداوند جل و علی کا اصلا پایا نجاسے لہذا اگر کوئی شخص دعوی ایمان

کرتا ہو اور سوا الفاظ لسانی کے اور کچھ اصلا اثر اوس دعوی کا اوس مین پایا نجاے تو بالیقین یہی بات خیال مین آتی ہی کہ یا تو یہ شخص اس دعوے مین محض جھوٹا ہی یا یہ کہ خیال اعتقادات خاصہ دین کا اسکے دل مین صرف بطور وسوسہ کے آیا ہی اوسی وسوسہ کو اس نے ایمان ٹھہرایا ہی یا واللہ اعلم اور کسی قسم کے خیالات طبعی خاص اسکے ہین جن خیالات کو انسے ایمان گمان کیا ہی یا ساتھہ ان اعتقادات خاصۂ دین کے اور اعتقادات شرک و کفر منافی دین بھی اسکے دل مین گذرا اور اثر اس قدر رکھتے ہین جنکے سبب سے گویا وہ اعتقادات دینی اسکے کھو گئے ہین یا ہیچ و پوچ محض ہو گئے ہین سوا ان احتمالات کے اور کوئی خیال اور احتمال نہین ہو سکتا الحاصل جو ایمان کہ انقیاد احکام ظاہر سے بالکل مجرد ہی خود اوس ایمان کے ایمان حقیقی اور تحقیقی ہونے ہی مین بحث و کلام ہی درحقیقت ایسے ایمان کو ایمان کہنا صرف برائے نام ہی ہان گناہون کا صادر ہونا یا بجا آوری احکام اسلام مین شامت نفس کے سبب سے غفلت اور سستی کرنا نفس ایمان کے اقتضا سے خلاف نہین ہی گو ایمان کامل کے مقتضا سے خلاف ہو لیکن ایمان کے ساتھہ انقیاد ظاہر سے بالکل گریز اور پرہیز کرنا سراسر خلاف عقل و نظر ہی کیونکہ باوجود محبت و اعتقاد و انقیاد دلی کے اپنے محبوب و مطلوب معاذ و ملاذ کی خوشی ناخوشی کا کامل درجہ کے ساتھہ خیال نرکھنا بسبب ضعف و نقصان مرتبہ محبت و اعتقاد و انقیاد کے ممکن اور جائز لیکن ساتھہ موجود ہونے نفس محبت و اعتقاد

دنیا و دین کے کو و محبت و اعتقاد و القیاد تقیب رضیعت ہی کیون
بالکل بے ہی اور بے پروا ہونا خوشی و ناخوشی محبوب و مطلوب اور معاذ
و ملاذ اپنے سے کسی طرح منزاوار تسلیم عقل سلیم نہین ہے بلکہ بعض حضرات تنیا
کے نزدیک تو قطع نظر مراتب قوت اور ضعف سے نفس ایمان حقیقی کے
واسطے بھی ہمیشہ اوسے طاعت اور ترک معصیت کا حتی الامکان مدنظر
ملحوظ رہنا لازم و ضرور ہے باقی شامت نفس اور سہو و خطاسے اتفاقی کے
ساتھ بعض معاصی کے منافی نفس ایمان نہین ہے لیکن اوس صورت مین
بھی مبادرت توبہ کی طرف بجہد و سعہ ور گناہ کے ضرر جیاہیے ورنہ عدم
پرواے توبہ و ندامت کے سبب سے اصرار اوپر کبائر کے منزلہ لازم آئیگا
اور اصرار اوپر کبائر کے منتہی بکفر ہو جائیگا نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من
سیئات اعمالنا الغرض معاملہ ایمان و اسلام کچھ صرف ہیچ خیج زبانی سے
تعلق نہین رکھتا اور فقط گوشت کھانے اور مسلمانون کا سا نام رکھکر
اپنے تئین مسلمان جتانے سے ہرگز قابل قبول نہین ہوسکتا بلکہ غفلت
و بے پروائی کے ساتھ توٹی پھوٹی نماز پڑھنا اور ارکان اسلام کو بیدلی
کے ساتھ بطور رسمی محض بجالانا یہ خود بحکم عقل و نقل چندان معتبر نہین ہے
ہنوز دلی دور ہے مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب اسیواسطے مثل مشہور ہے

سوال عدم ظہور لوازم و مستتبعات شرعیہ مین جو چار شقین بیان
کی گئین سوا ان چار شقون کے ایک اور پانچوین شق بھی عقلا قرین
امکان ضرور ہے یعنی ممکن ہے کہ کسی شخص کا مزاج تحقیقی سلطنت پر واقع ہوا

جسمین افیون یا شراب کا نشہ بسبب خصوصیت مزاج شخصی کے اصلا
ظہور نکرے کیونکہ ایسا بھی تجربے مین آیا ہی کہ بعض اشیا کا اثر بعض امزجہ
شخصی مین اصلا ظاہر نہین ہوتا پس اس صورت مین جو کچھ اوس بیان
پر متفرع کیا گیا تھا بالکل باطل و نادرست اور بحکم اس تجربہ صحیحہ کے کہ بعض
امزجہ مین صرف خصوصیات مزاج شخصی کے سبب سے بھی ظہور اثر بعض اشیا
کا ہوا کرتا ہی جواز عدم ظہور اثر انقیاد ظاہر با وجود رکھنے اعتقاد صحیح کے بعض
طبایع خاصہ کے اقتضا سے بالضرور واجب التسلیم اور اس قسم اشخاص خاص کے
دعوی ایمان کو جھوٹ جاننا اور مومن کامل اونکو نہ ماننا سراسر خلاف انصاف
جواب اول تو ہم اس بات ہی کو تسلیم نہین کرتے کہ کوئی ایسا مزاج
شخصی بھی دنیا مین ہوا کرتا ہی کہ جسمین افیون و شراب قدر موثر کا اثر اصلا
ظاہر نہو کس واسطے کہ جو موثر کہ بہ نسبت مزاج نوعی کے نہایت قوی الاثر
واقع ہوے ہین خصوصیت مزاج شخصی اونکی ظہور اثر کو کسی طرح روک نہین سکتی
کیا یہ بھی ممکن ہی کہ کوئی شخص سم قاتل قدر مہلک کھاے اور صرف بسبب خصوصیت
مزاج شخصی کے اوسکے اثر مہلک و جان آزار سے اصلا اوسکو خبر بھی نہو پس
افیون و شراب وغیرہ مسکرات بھی اونھین اشیاے قوی الاثر کے اقسام
سے ہین کہ عدم ظہور اونکے اثر قوی کا صرف خصوصیت مزاج شخصی کے سبب سے
کسیطرح قرین یقین نہین ہی اور بالفرض اگر ایسا کوئی مزاج شخصی مان بھی لیا جاے
تو وا وس مزاج شخصی غیر قابل الاثر کے حق مین ظاہر ہی کہ نہ افیون حکم افیون رکھتی ہی
نہ شراب حکم شراب پس ایسے مزاج خاص کے واسطے ان اشیاے خاص

سکے استعمال کا عدم خواہ وجود درحقیقت دونون برابر ہیں ورنہ اسیطرح اگر کوئی طبیعت ایسی بھی فرض کیجاے کہ باوجود موجود ہونے اعتقاد یعنی شناخت کامل وصحیح عقائد ایمان سکے طبیعت مذکور اصلا اوس شناخت سے متاثر نہین ہو تو عدم وجود اوس شناخت اور اعتقاد کا ایسی طبیعت سکے حق مین برابر تصور کرنا چاہیے اسیواسطے ہمنے سابق مین بیان کردیا ہے کہ معرفت وشناخت قلبی سکے واسطے اثر انقیاد وتسلیم وقبول ضرور چاہیے ورنہ عدم اور وجود اس معرفت کا یکسان متصور ہوگا کما قال تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم تتمہ سخن اگر کوئی اس جگہ یہ اعتراض کرے کہ افیون وشراب اشیاے ناجائز کے ساتھ ایمان کی تشبیہ کیون دی گئی کیا کوئی اور شی نفیس اس تشبیہ سکے واسطے موجود تھی تو جواب اس اعتراض کا اول یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین جملہ صفات اور لوازم وخصوصیات سکے ساتھ تطابق ملحوظ ہونا ضرور نہین ہے ورنہ چاہیے کہ زید کالاسد کی تشبیہ مین زید کا درندہ مردم خوار اور وحشی جان آزار ہونا لازم آے اور یہ جملہ مشہور توصیف جملہ توصیف ہرگز گمان نکیاجاے جواب دوم یہ کہ اصل وجہ حب ایمانی کو ساتھ افیون وشراب اشیاے مسکر کے تشبیہ دینے کی یہ ہے کہ حب ایمانی اور اور جملہ اقسام محبت قلبی اور انواع کیفیات قلبی کو ذوق سکر کے ساتھ تشبیہ تام ہوا کرتی ہے اور جس طرح غلبہ سکر کا اسپنے مقتضیات سکے ظہور کے وقت آدمی کو ناچار وبے اختیار محض کردیا کرتا ہے کہ اوسکے ضبط کا یارا اور نگہداشت حرکات وسکنات کا اصلا چارہ انسان کو نہین ہوتا اسیطرح حب ایمانی اور اور

تمام اقسام محبت و ذوق و اقی الہی کے منتصفیات کے ظہور مین بھی انسان کو جار و ناچار
بے اختیار ہو جانا ضروری ہی علاوہ اسکے تشبیہ عرفان کے تو ساختہ نشئہ شراب
کے بہت ہی مشہور ہی چنانچہ بعض عارفون نے فرمایا ہی ع ذوق
این می نشناسی بخدا تا نچشی ٭ **بیان حقیقت شرک و کفر** مخفی نرہے
کہ یہان تک جو کچھہ بیان ہوا بیان حقیقت ایمان و اسلام کا تھا اور چونکہ
بمقتضاے حقایق الاشیاء تعرف باضدادہا یعنی حقیقت ہر چیز کی اوسکی
ضد کے جاننے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہی دریافت حقیقت ایمان و اسلام
واسطے جاننا حقیقت شرک و کفر کا ضرور چاہیے علاوہ اسکے جس طرح ایمان
و اسلام کے حاصل کرنے کے واسطے جاننا حقیقت ایمان و اسلام کا
ضرور ہی اسی طرح شرک و کفر سے بچنے کے واسطے معلوم کرنا حقیقت شرک
و کفر کا بھی از جملہ اہم امور ہی لہذا ملحق بیان حقیقت ایمان و اسلام کے
شرح کر دینا حقیقت شرک و کفر کا بھی واجب و لازم معلوم ہوا واضح ہو کہ
شرک کے معنی شرع مین غیر خدا کو خدا کے ساتھہ یا خدا کو غیر خدا کے ساتھہ
شریک کرنے کے ہین مثلاً غیر خدا کو مثل خدا کے واجب الوجود جانے
جسطرح مجوس اہرمن اور یزدان کو کہتے ہین یا عبادت مین شریک کرے
جسطرح بت پرست کرتے ہین یا اور جو صفتین خاص خداوند تعالی کی ہین
وہ صفتین اوسکے غیر مین ثابت کرے یعنی جس طرح ہر چیز کا علم اللہ جل شانہ
کو ہی اوسیطرح کا علم اوسکے غیر مین ثابت کرے اور عالم الغیب اور واقف
جملہ کلیات و جزئیات اوسکو جانے یا جسطرح اللہ جل شانہ کو قادر جانتا ہی

ہر ایک چیز پر اوسیطرح غیر خدا کو قادر توانا جاننے یا جسطرح خداوند تعالے
تصرف رکھتا ہے اوپر تمام عالم کے ساتھ ارادہ اپنے کے اوسیطرح اور کو
بھی متصرف بالارادہ جاننے مثلا یہ گمان کرے کہ فلان شخص نے جو مجھکو شفا دی
تھی یا بیمار رکھا تھا یا اوسکے سبب سے فلان بھلائی یا برائی مجھکو حاصل ہوئی ہے
یہ سب صورتین تو غیر خدا کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کی ہین رہا خدا کو
غیر خدا کے ساتھ شریک کرنا صورت اوسکی یہ ہے کہ جو صفات خسیس اور اولے
منافی شان حضرت مالک منان کے ہین اون صفات خسیس کو خداوند تعالے
کی طرف نسبت کرے غیر خدا کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کا شرک یہی ہے
اور شرک سے بڑھکر کوئی گناہ خداوند تعالے کے نزدیک نہیں لیکن بعض
اشد گناہون پر بھی شرع شریف مین اطلاق شرک آیا ہے چنانچہ سوا خدا کے
کسی دوسرے کی قسم کھانا یا شگون بدلینا یا ریا کرنا یا عورت کا خاوند کی محبت
کے واسطے ٹوٹکا کرنا ان سب افعال کو بھی شرک فرمایا ہے اس قسم افعال سے
بھی مسلمان کو نہایت پرہیز کرنا اور مثل شرک کے ڈرنا چاہیے اسیطرح اور بھی
بعض افعال ہین کہ اگرچہ شرک حقیقی نہیں مگر مشابہ با فعال مشرکین و بت پرستون
کے ہوا کرتے ہین اونسے بھی پرہیز کرنا لازم ہے جس طرح علما یا بادشاہون کے
سامنے زمین چومنا یہ فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے کسواسطے کہ مشابہت بت پرستی
کے ہے پس اگر زمین برسم تحیت وسلام کے چومیگا گناہ اشد کبیرہ و مشابہ بافعال
شرک لازم ہوگا اور اگر بقصد عبادت اور تعظیم کے ایسا کریگا تو کفر و شرک صریح
لازم ہوگا اور بعض اقسام شرک تفسیر عزیزی مین اسطرح مذکور ہین کہ وے کہتے

چاہیئے بجاے نام خدا کے بطریق ذکر اور تقرب اور استعانت ہر کے نام کسی دوسرے کا سوا نام خدا کے لینا گو کسی نبی یا ولی ہی کا نام کیون نہو یہ بھی شرک ہی یا سوا خدا کے بندے کے کسی اور کا بندہ کہکر نام رکھنا جسطرح عبدالرسول یا بندہ علی یا عبدالحسین نام رکھنا لیکن اسم علی اسماے حسنی سے بھی ہی پس بندہ علی یا عبدالعلی اس معنی کے لحاظ سے نام رکھنا گناہ نہین بلکہ نہایت مستحسن ہی ہان اسم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے بندہ ہونے کی نسبت کرکے نام رکھنا البتہ شرک ہی اور اس شرک کو شرک فی التسمیہ کہتے ہین اسیطرح غیر خدا کے لیے ذبح کرنا یعنی کسیکی منت مانکر جانور کو اوسکے واسطے ذبح کرنا یا جلب منفعت خواہ دفع مضرت کیواسطے سوا خدا کے کسی دوسرے کو پکارنا یا کسی شخص کو خداوند تعالے کے ساتھ علم اور قدرت مین برابر کرنا یعنی یہ کہنا کہ اگر خدا چاہے اور تم چاہو سو یہ سب افعال شرک کے ہین ان سب امور و افعال سے انسان کو نہایت ڈرنا اور پرہیز کرنا واجب و لازم ہی کس واسطے کہ دار و مدار تمام عبادتون کا شرک سے مجتنب رہنے پر رکھا گیا ہی اور کوئی عمل بھی شرک کرنے والے کا قبول نہین ہوتا اور نہ شرک بخشا جاتا ہی جیسا فرمایا اللہ تعالے نے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک یعنے اللہ تعالے شرک نہین بخشتا اور سوا شرک کے جو چاہتا ہی بخشدیتا ہی پس سرتاج جملہ کبایر کا شرک ہی مسلمان کو چاہیئے کہ اسکے جملہ اقسام مین بخوبی غور کرے اور اون تمام اقسام سے ڈرتا رہے اور پرہیز کرتا رہے یعنے شرک ساتھ اللہ کے خواہ اوسکی

ذات مین کسیکو شریک کرے خواہ عبادات مین یا علم مین یا قدرت مین یا تصرف مین یا پیدا کرنے مین یا بگاڑنے مین یا کہنے مین یا فتح کرنے مین یا ندرمانتے مین یا سوا خدا کسیکو سب کام سونپنے مین ان سب اقسام شرک سے بچنا ضروری ہی معہذا التصدیق کرنا اوسکے رسول مقبول اور فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن شریف کا اور ماننا اوسکے تمام احکام کا بھی از جملہ اہم امور ہی ورنہ کوئی عبادت انسان کی قبول نہوگی اور نہ گناہ شرک کا بخشا جائیگا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا یہ بیان تو معنی شرک کا تھا اب معنی کفر کو بھی معلوم کرلینا چاہیے واضح ہو کہ لغت مین تو کفر کے معنی میلان اور گرویدگی کرنے کے اور ناشکری کرنے کے اور پوشیدہ کرنے کے ہین اور اصطلاح شرع شریف مین کفر کہتے ہین خدا ورسول کے امر وارشاد سے معرض اور منکر ہونے کو پس منکر امر وارشاد خدا ورسول بسبب عدم میلان وگرویدگی اور ناشکری کے اوس امر حق کو اور حقوق خداوندی کو چھپانے کے کافر کہلاتا ہی اشد اقسام کفر شرک ہی اور بعد شرک کے انکار ونافرمانی کرنا ہی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور تصدیق قران شریف اور تمام احکام اوسکے سے لیکن شرع شریف مین شرک بمعنی کفر بھی آیا ہی ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک در حقیقت اسی معنی کر حضرت خداوند احکم الحاکمین نے فرمایا ہی پس کوئی منفس اس آیہ کو سنکر یہ گمان نکرے کہ فقط خدا کے ساتھ کسی دوسرے کا شریک کرنا نہین بخشا جاتا ہی اور سب گناہ بخشے جاتے ہین اور چونکہ

انکار کرنا رسالت آن حضرت سے اور قرآن شریف سے ایک امر ہی علاوہ
شرک سے لہذا اس انکار کے نہ بخشے جانے کا کچھہ خوف نہین ہی ایسا سمجھنا
کسی مغرور نفس کا محض غلط اور سراسر بیجا ہی کسواسطے کہ شرک اسجگہ بمعنی کفر ہی
غرض شرک اور کفر دونون چھوٹے بڑے بھائی ہین فقط چھوٹے بڑے
ہونے کا فرق ہی سگ زرد برادر شغال دونون کا ایک حال سمجھنا چاہیے
یہان تک جو کچھہ بیان کیا گیا بیان حقیقت ایمان و کفر کا تھا بعد دریافت
حقیقت ایمان و کفر اور عقائد ضروریہ دین متین کے ساتھہ اعتقاد کامل
حاصل کرنے کے جو امور کہ لوازم و توابع ایمان و کفر کے واقع ہوے ہین
اونکو بھی بخوبی دریافت کرنا چاہیے پس لوازم اور توابع ایمان کے
اعمال صالح ہین اور لوازم اور توابع کفر کے معاصی ہین اور افعال طالح
مومن کو چاہیے کہ بجا آوری اور التزام اعمال صالح مین جہان تک ہو سکے
برابر ساعی اور کوشان رہے اور بھی معاصی اور افعال طالح سے تا حد مقدور
ضرور ہی ڈرتا اور پرہیز کرتا رہے اور چونکہ استعمال اعمال صالح کا واسطے دفع
امراض نفس امارہ کے مثل کھانے دواے نافع کے ہوتا ہی اور باز رہنا
شنائع اور افعال طالح سے بحکم پرہیز کے ہی مضرات مرض سے لہذا خیال
برائیون سے دور رہنے کا نیک اعمال کے استعمال کے خیال سے بھی
نہایت اہم اور مقدم جاننا چاہیے کسواسطے کہ پرہیز مضرات سے استعمال
دوا پر مقدم اور زیادہ تر اہم ہوا کرتا ہی اور بدون پرہیز کے تو دوا کا بھی اثر
کمتر ظاہر ہوتا ہی بلکہ بعض مضرات تو ایسے ہوتے ہین کہ اگر اون سے پرہیز نکیا جاے

تو کوئی دوا بھی ساتھ بدپرہیزی کے ذرا اعلا مفید نہین ہو سکتی اور بیچارا ان
مریض کا ساتھ اوس درجہ بے احتیاطی کے نہایت ہی اشکال قریب
بمحال ہو جاتا ہی شرع شریف مین جو بعض معاصی خاصہ پر اطلاق کفر و شرک وارد
ہی یا وعید سخت خواہ منع تخصیص واسطے اونکے آیا ہی وہ معاصی خاص
اسی قسم مضرات اشد سے واقع ہوے ہین انکا حاصل حالت ایمان کو
واسطے نفس انسانی کے حالت صحت و تندرستی سمجھنا چاہیے اور حالت
کفر و ضلالت کو حالت مرض و علالت اعمال صالح ادویہ و اغذیہ نافع ہین
واسطے حصول و بقاے حالت صحت کے اور افعال طالح سراسر مضرات
صحت ہین او معین ہین واسطے حدوث و بقاے حالت علالت کے
اور جسطرح دواؤن اور غذاؤن اور پرہیزون اور بدپرہیزیون مین بعض
اقسام بعض دیگر پر قوی الاثر ہوا کرتے ہین اسیطرح اعمال صالح اور افعال
طالح مین بھی بعض بہ نسبت بعض قوی و ضعیف اور شدید و خفیف
واقع ہوے ہین پس نہایت درجہ کی صحت اور کمال اعتدال مزاجی
تو انسان کو اوسی وقت حاصل ہوتی ہی کہ جملہ اقسام قوی و ضعیف ادویہ
و اغذیہ نافع کا خیال اور استعمال واسطے حفظ صحت مزاج کے برابر
کرتا رہے اور یکبھی جملہ اقسام قوی و ضعیف مضرات سے گریز و پرہیز برابر
ملحوظ رکھے اور ہر وقت ڈرتا رہے لیکن چونکہ نگاہ رکھنا اس درجہ کمال
اعتدال مزاجی کا قوت امانت حکمت عملی سے بہت ہی مشکل اور دشوار
ہی سواے ذات نادر حکیم النفوس کے اور کسیکو ہرگز حاصل نہین ہو سکتا

واقع ہوسے ہین لیکن باوجود اشکال ومحال ہونے ایسے احتمال ترتب ایمانی کے امر تمام عوام اہل اسلام کوتاحد مقدور اتنا تو نہایت ہی ضرور ہے کہ واسطے بقاے صحت نفس ایمان اور حفظ جان کے ہلاکت ابدی دار آخرت سے نہایت اشد ضروری اعمال کا استعمال اور نہایت اشد گناہ وخطیات سے بچنے کا خیال جملہ اوقات اور حالات مین برابر ملحوظ رکھین اسی سبب سے نہایت ضروری اعمال یعنے صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ کے التزام کے واسطے ہر مسلمان کے حق مین نہایت تاکید ہے اور چونکہ لحاظ دفع مضرت کا لحاظ جلب منفعت سے بھی اہم واتم ہوا کرتا ہے لہذا سئیات اشد یعنی کبائر سے بچنے کے واسطے تو اور بھی زیادہ تر قدغن شدید ہے اور اصرار صغائر بحکم کبیرہ ہوجانا جو آیا ہے سو اسواسطے فرمایا ہے تاکثرت اجتماع مضرات خفیفہ حکم مضرت ہی بہم نہ پہنچائے اور بمجوا سے اندک اندک بہم شود بسیار۔ تھوڑا تھوڑا جمع ہوکر ایک انبار گران نہوجاے تتمۂ کلام اور خلاصۂ مرام یہ کہ جسطرح ہر ایک نفس عاقل کو حتی الامکان اہتمام اپنی حفظ صحت کے واسطے ملحوظ رکھنا اور استعمال اشیاء مضرو مہلک سے اپنے تئین بچائے رہنا تا حد مقدور ضرور ہوتا ہے علی ہذا القیاس ہر مومن موقن کو حتی الامکان کوشش واہتمام واسطے تعمیل ضروریات دین اسلام کے مصروف رکھنا اور شنائع اور مہلکات سے اپنے تئین بچائے رہنا بھی واسطے حصول طریق نجات کے اسیطرح واجب ولازم فرض وتحتم ہے گو حفظ ونگہداشت مرتبہ کمال اعتدال مزاجی کی نہایت

امر دشوار خارج از حیز اختیار سہی لیکن جسقدر قرب و مناسبت ساتھ اوس
مرتبۂ کمال اعتدال کے یا اور مراتب قریب کمال اعتدال کے حاصل ہو سکے
اوسیقدر زیادہ تر مفید واسطے حصول لطف خوبی عیش زندگانی اور جودت و
قوت قوای جسمانی و نفسانی اور حفظ و بقای حیات نفس انسانی کے
ہوا کرتا ہی علی ہذا القیاس حصول و وصول اعلی مدارج دین اسلام کا گو
کیسا ہی مشکل کیون نہو لیکن مرتبۂ اعلے یا اوسکے اور مراتب قریب کے
ساتھہ جسقدر قرب و مناسبت حاصل ہو سکے واسطے حصول لطف و
خوبی زندگانی جہان باقی اور زیادت و ترقی مراتب اخروی کے اور بھی
واسطے حفظ و بقا کے ہلاکت ابدی سے اوسیقدر زیادہ تر مفید سمجھنا چاہیے
رہا عدم امکان حصول مراتب اعلی اوس عدم امکان کے سبب سے
یہ کسیطرح مقتضاے عقل و شعور نہین ہی کہ ایسے منافع عظیم کی تحصیل و تکمیل
مہما امکن مین بسبب عدم امکان حصول مراتب اعلے غیر ممکن الحصول کے
مرتبہ ممکن الحصول سے بھی محروم رہین اور مضمون مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ
پر اصلا نظر نرکھکر بجاے مراتب عزت و راحت رنج و تکلیف مرتبۂ کلفت و
ذلت ہی اپنے اوپر سہین آرے حصول مرتبہ سلطنت اور مدارج اعلی ما بعد السلطنت
کا تو موقوف اوپر تقدیر ہی کے ہوا کرتا ہی لیکن اگر وہ مراتب اعلی حاصل
نہو سکین تو اور جملہ مراتب ما تحت مراتب اعلے سے بھی بالکل قطع نظر کر کے
ایسی حالت پست و اذل بدترین حالات پر توقناعت و اکتفا کرنا کسیطرح
بھی لائق نہین ہی کہ جسمین سوا ذلت و بیقدری اور صدمات و آفات کے

اور کچھ نصیب ہی نہو سکے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اصل مراتب تو مراتب سلطنت و وزارت و امارت ہی ہین یا ہر گاہ وہی تقدیر سے حاصل نہو سکے تو کیا مضائقہ ہی کہ ہم اب قیدی چوروں مین یا کوڑا اوٹھانے والے حلال خوروں ہی مین داخل رہین یا یہ بات سکے کہ ہرگاہ اعلے مراتب عیش و عشرت ہی حاصل نہوئے تو مراتب رنج و تکالیف جیسے جو مرتبہ رنج و تکلیف حاصل ہو ہوا کرے کچھ پروا اوسکی نہین تو ایسا خیال کرنا سوا حماقت اور جہالت اور بدنصیبی کے اور کچھ نہین ہی اصل مراد ہماری اس تمام تمہید مذکورۂ بالا سے یہ ہی کہ جسطرح حفظ صحت جان کے واسطے اشد منافع اغذیہ و ادویہ وغیرہ کے حاصل کرنے کا التزام اور اشد مضار سے بچنے کا اہتمام اودنے درجہ احتیاط ہی واسطے ہر نفس عاقل نوع بشر کے اور یہ ادنے درجے کی احتیاط اسدرجہ اعلے ارج ضرورت مین واقع ہوئی ہی کہ حفظ جان کے واسطے کچھ چارہ ہی اس سے نہین ہو سکتا اسیطرح حفظ صحت ایمان اور ہلاکت ابدی سے محفوظ رہنے کے واسطے ان اعمال اشد ضروری یعنے صوم و صلوۃ حج و زکوۃ کا التزام اور معاصی کبایر سے مجتنب رہنے کا اہتمام ادنے درجہ احتیاط واسطے نفس عاقل ہر مومن موقن کے سمجھنا چاہیے اور یہ ادنے درجہ اس درجہ اعلے مراتب ضرورت مین واقع ہوا ہی کہ حفظ ایمان اور ہلاکت ابدی سے بچنے کے واسطے اس سے کچھ چارہ ہی نہین ہو سکتا ہی پس اکثر عوام جو اس ادنے مرتبہ ضروریہ کو اعلے مدارج مجاہدہ یا مرتبہ غیر ضروری واسطے نفس ایمان و اسلام کے سمجھے ہوئے ہین اور خیال

اس بات کا ہم نکتے ہین کہ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کے التزام و اہتمام مین
جان مارنا صرف درویشون اور مولویون وغیرہ انھین اشخاص خاص کا کام ہے باقی رہے
اور تمام خواص و عوام اہل اسلام اونکو اور مہمات و کارہاے انتظام دنیوی
کیا کم ہین جو فقرا و غیرہ اشخاص معطل و بیکار کے اشغال و مجاہدات مین
شب و روز اپنی جان مارا کرین علاوہ اسکے ایسے کامون کے اشتغال
کے واسطے فرصت اپنے کارہاے ضروری سے اونکو کب ہے غرض
یہ حمقا قدر واجب ضروریات اسلام واسطے تمام خواص و عوام کے ایسا قدر
سمجھے ہوئے ہین کہ سال بھر مین کبھی کبھی لا اله الا الله محمد رسول الله صرف
زبانی طوطے کی طرح کہہ لینا اور مسلمانون کا سا نام رکھہ لینا اور کسی مسجد کے
روبرو اتفاقاً گذر ہونیکے وقت فقط دور سے سلام اوسکو کر لینا اور گوشت گاو
کھانا اور عیدین کے روز دوگانے مین شریک ہو جانا انھین رسمیات
کو واسطے ثبوت صحت و بقاے ایمان و اسلام کے کافی و وافی جانتے ہیں
اور تمام مفروضات یا ممنوعات کی ضرورت یا امتناع کو اصلا نہین مانتے ہیں
ایسا سمجھنا ان جہلا کا جادۂ عقل و ایمان سے کسقدر دور ہے آگے یار و ذرا ایام
انصاف تو غور کرو کہ حقوق انعامات خداوند جل سبحانہ کے کس درجہ تمیز
ہین اگر ہر جزو تن اور موئے بدن تمھارا محو شکر گذاری اور مصروف اطاعت
وفرمانبرداری حضرت باری کیا جاتا اور فراغ ایک دم مارنیکا بھی تمکو ذکر و عبادت
خالق و محسن بحق حاکم مطلق سے نہ دیا جاتا تو بھی بمقابلہ احسانات او منعم
مطلق اور محسن بحق کے کچھہ نتھا اور اصلا عذر و انکار بجا آوری احکام مالک حقیقی

مین کسیطرح تمکو نہین پہونچ سکتا تھا فکیف کہ خداوند رحیم و اکرم نے اپنی
رحمت کاملہ سے تمھاری اس ضعیف الخلقتی اور کم ہمتی پر نظر فرما کر اس قدر
رعایت اور آسانی تمھارے حق مین تجویز کی کہ سوا ان چند احکام سہل و آسان
کے اور کسی مشکل کام کی اصلا تکلیف تمکو نہین دی اوسپر بھی تم اوس مالک
حقیقی کی فرمانبرداری سے جی چراتے ہو اور ایسے احکام سہل و خفیف کو
مجاہدات صعب بتلاتے ہو ذرا اپنے دنیا کے مجاہدون کو تو غور کرو کہ کس درجہ
اونکے واسطے شب و روز جان عزیز اپنی کھپاتے ہوے ہو اور کیسے کیسے
بارہاے مشقت شاق طلب منافع خسیس و دنی کے لیے اپنے سر پر اوٹھاے
ہوے ہو دو چار دس پانچ روپیہ کی نوکری کے واسطے کیا کیا ترک عزیزان
اور جانکاہیان رات دن کیا کرتے ہو دس پانچ روپیہ ماہواری کی طمع
کے واسطے معارک جنگ مین جان تک دینے سے نہین ڈرتے تو
پس آقایان دنیا کا تو کیسا ہی کوئی کار دشوار کیون نہو ہرگز تم دشوار اوسکو
نہین جانتے اور کبھی عذر نہین کرتے کہ خداوند یہ کام ہمسے نہو سکیگا
مالک حقیقی کی فرمانبرداری سے باوجود کمال سہولت اسقدر گھبرانا اور جی
چرانا کیسی بے شرمی کی بات ہے مسلمان مجازی آدمی محض کے واسطے بڑی
بڑی مہمات مین اوسکے ادنی اشارہ پر جان نثاری کرنا اور منعم حقیقی کے
فرمان بعض سہل الحصول کی عدم بجا آوری سے بھی نہ ڈرنا یہ کیا خرافات ہے
کیا پانچ وقت کی نماز پڑھ لینا بھی کوئی مشکل کام ہے یا بارہ مہینے مین ایک
مہینہ غذاے یکوقتہ پر خوب پیٹ بھر کر اکتفا کرنا یہ بھی کوئی امر دشوار الانجام ہے

چالیس روپیہ مین مثلاً اگر ایک روپیہ بعد سال بھر کے کسی اہل مقدرت سے
راہ خدا مین دیا تو کیا کمال ہی تمام عمر مین کسی متمول کو ایک مرتبہ کعبہ ہو آنا کونسا
امر اشکال ہی اداے نماز وقتیہ تو صرف دو چار منٹ کا ایک سہل کام ہی
اسکی کمال سہولت مین بھلا کسکو محل بحث کا کام ہی رہا ایک مہینہ بھر فقط
ایک وقت پیٹ بھر کر کہانے پر اکتفا کرنا کوئی حریص بندہ شکم اسکو مشکل جانے
تو جانے ورنہ اسکے عدم اشکال کا تو یہ حال ہی کہ ہزارون بندگان خدا بلکہ
اکثر اغنیا اور امرا اپنی خوشی سے صرف ایک ہی وقت تمام عمر کھایا کرتے ہین
جنکو عادت ایک وقت کھانیکی ہوتی ہی ایک وقت کھانیکی خوبی اور منفعت
کا حال اور لطف کمال اونسے پوچھنا چاہیے چالیس روپیہ مین سال بھر
کے بعد ایک روپیہ راہ خدا مین دیدینا نہایت ممسکون کو اور بندگان زر
کو شاید دشوار ہو ورنہ ہواے نفسانی کے واسطے تو ایسے ایسے کتنے
روپیے ایک سال مین کئی کئی بار صرف ہوجایا کرتے ہین بخیل لوگ بھی
اقتضاے نفس اور کارہاے دنیوی کے واسطے بہت مواقع پر مصارف
کثیر گذرتے ہین رہا سفر حج ہر گاہ انسان پر صرف سیر اور تفرج کے واسطے
سیکڑون ہزارون کوس کا سفر دشوار و ناگوار نہین ہوتا تماشاے عجائب
وغرائب اور تحصیل فوائد امتحانات و تجارب کے جو لوگ قدردان ہین وہ تو
ہزارون لاکھون روپیہ صرف کر کے عمر بھر جویاے لطف سیر و سفر ہی رہا کرتے
ہین بس کوئی نہایت ہی بخیل اور کم حوصلہ محض زن طبیعت جسکو مار گنج
بنکر سدا گھر مین گھسے رہنے کے اور کچھ پسند نہ آتا ہو اوسکا تو ذکر نہین ورنہ

لذت اور منافع سفر ایسے ہیں جنکی طرف انسان کو خود میلان طبعی
ہو لیں ان چار رکن احکام اسلام میں کونسا کام ایسے مجاہدے کا ہے
جسکو دیکھکر اکثر خود سر گھبراتے ہیں اور بہانہ ہاے دور از عقل بناتے ہیں
علاوہ اسکے فرضیت حج و زکوٰۃ تو صرف مالداروں ہی کے ساتھ خاص ہے
پس اکثر افراد انام تو ان دونوں رکنوں کی ضرورت سے بسبب انعدام
شرط استطاعت کے بہر حال فارغ البال ہی واقع ہوئے ہیں اس
صورت میں اکثر عوام کے واسطے جملہ چار رکنوں سے گویا دو ہی رکن
واجب العمل باقی رہینگے ایک نماز پنجگانہ دوسرے روزہ ہاے ماہ مبارک
افسوس کہ یہ بے ہمت ان دو رکنوں کے ادا میں بھی گھبراتے ہیں اور
انواع و اقسام کے حیلے حوالے بناتے ہیں یہ سب کیفیت تو ان
عبادات ضروریہ شرعیہ کے مجاہدہ ہونے کی بیان کی گئی
رہا زناکاری اور شراب خواری اور دغابازی اور جعلسازی وغیرہ افعال
سراپا وبال و نکال ایسے اعمال سراپا وبال و نکال سے بچے رہنے کو
اگر کوئی شخص صرف بمخصوص فقرا و علما جانے اور ہر نفس عاقل کے
واسطے ان افعال سے پرہیز رکھنے کی ضرورت کو نہ مانے تو ایسی تجویز
بدکاری کو تو لب بس آدمیت ہی سے بالکل عاری سمجھنا چاہیے
کسواسطے کہ اس قسم افعال نالائق سے گریز و پرہیز لازم سمجھنا کچھ خصوصیت
خاصہ دین متین اسلام ہی سے نہیں ہے بلکہ نفس اقتضاے عقل و انسانیت
سے بھی گریز و پرہیز اس قسم افعال سے ضرور چاہیے غرض ان ضروری امور

و نواہی الٰہی کو تبیین مجاہدات سے جاننا بڑی بے ہمتی اور نہایت درجہ نالایقی
کی بات ہے اسیطرح مخصوص ساتھہ درویشوں اور فقیروں کے سمجھنا ان
اعمال و افعال کا بھی سرتاسر داخل حماقات و خرافات ہے یہ اعمال و افعال
فرائض و محرمات ضروری ہیں کو کچھہ درویشی اور مولویت کے ساتھہ اصلا اختصاص
نہیں رکھتے بلکہ لوازم نفس ایمان و اسلام سے واقع ہوے ہیں ہر اہل اسلام
کو انکا التزام بہت اہم و ضرور ہے ایسے ضروریات دین سے غافل رہنا جادہ عقل و ایمان
سے بہت نہایت دور ہے اصل مسلمان اوسیکو سمجھنا چاہیے جو شخص ان ضروریات
کے التزام و اہتمام سے غافل نرہے باقی رہا اور تمام عوام گوشت گائے کھانے
والے اہل اسلام کو جو مسلمان مجازاً کہا کرتے ہیں اور طعن مسلمان نہونے کا
اونپر نہیں دھرتے ہیں یہ مجازاً اطلاق اسلام کرنا اور طعن مسلمان نہونیکا
اونپر نہ دھرنا بہت سے مصالح دینیہ پر مبنی ہے فقط اس اطلاق کے جائز
اور رائج ہونے کے سبب سے ہر ناواقف ضروریات دین اور تارک
شعار مسلمین یہ یقین نکرے کہ میں مسلمان ہی ہوں اکثر حمقا کا یہ بھی قول ہے
کہ نماز روزہ وغیرہ اعمال و افعال شرعی گو لوازم دین متین سہی لیکن چونکہ
اکثر مردم انفار دُھنئے جولاہے تیلی تنبولی ملتزم ان اعمال و افعال کے ہو گئے
ہیں پس اب یہ افعال بسبب اختصاص اون اہل ابتذال کے اسقدر
مبتذل نظر آتے ہیں کہ اشتغال کرنا ساتھہ ان افعال کے گویا تشبہ
اور اشتراک ڈھونڈھنا ہے ساتھہ پاجی و انفار کے اور اشخاص ذلیل و خوار
کے ایسا سمجھنا ان حمقا کا کسقدر جہالت اور ضلالت ہے سبحان اللہ اگر

انکا طریق لیاقت اور آدمیت کو حاصل کرین تو کیا تم انکو اونکی بہتری کے واسطے طریق آدمیت کا بالکل چھوڑ دینا چاہیئے محل غور ہی کہ سرکار دولتمدار انگریزی نے جو کمال قدردانی علوم و فنون کے سبب سے آئین تعلیم عام بلا اختصاص اقوام جاری فرمایا ہی اور ہر ایک شہر و دہ مین مدارس تعلیم جابجا صدہا ہزارہا مقرر کیے ہین اکثر اطفال قوم ارذال کے بھی وہان تعلیم ضروریات پاتے ہین پس اگر شریف القوم لوگ یہ بات کہین کہ تعلیم فنون ضروریہ مروجہ مدارس سرکاری مین تشبہ اور مجانست ساتھہ انذال و اراذل کے لازم آتی ہی اور اس خیال سے جملہ علوم و فنون مروجہ ضروریہ کی تحصیل تکمیل سے محروم و بے نصیب محض ہین تو ایسا سمجھنا اونکا سوا جہالت و نادانی کے اور کیا خیال کیا جاویگا اور بعض مدعیان عقل کا اس مقام پر اور ہی کچھہ کلام ہی کہ تھوڑا مباحثہ ان حضرات مدعیان عقل کا بھی سن لینا چاہیے

دلیل جلیل متضمن وجوہ عقلیہ فرضیت عبادت خداوند جل وعلا و ضرورت بعثت حضرات انبیا و نیز وجوہ عقلیہ فرضیت اعمال

خاصہ صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ

سوال صوم و صلوۃ حج زکوۃ وغیرہ اعمال شرعیہ مین جان مارنے کی کچھہ ضرورت نہین ہی کس واسطے کہ خداوند تعالے کچھہ محتاج تو ہمارے ان اعمال کا ہی نہین پس درصورت عدم ضرورت اگر حکم فرمانا خداوند تعالے

کہ ایسے اعمال سنّت کے واسطے تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی درصورت قصور و عدم تعمیل حکم شان رحمت الٰہی ارفع ہے اس بات سے کہ ایسے اعمال بلا حاجت غیر ضروری کی عدم تعمیل کے واسطے جنکی طرف کچھہ اصلا احتیاج خداوند عالم کو نہین ہے بندگان ضعیف و نحیف کو ستاوے اور معذب فرماوے

جواب یہ بات صحیح و درست ہے کہ خداوند عالم احتیاج ہماری عبادت کی طرف ہرگز نہین رکھتا لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عدم احتیاج کے سبب سے عبادت کے ساتھہ مامور فرمانا اوسکا اپنے بندون کو ناجائز اور لغو و فضول ٹھہرے اور اگر ایسا خیال کیا جاوے تو چاہیے کہ اور تمام افعال الٰہی پر بھی گمان و اطلاق لغویت لازم آوے یہانتک کہ خود پیدا کرنا عالم کا سوا لغو و فضول کے اور کچھہ قرار نپاوے کسواسطے کہ خداوند عالم کو احتیاج تو کسی شی ماسوا کیطرف نہ تھی اور نہ ہے اور نہوگی ذات پاک اوسکی بے نیاز ہے تمام جہان سے لیکن ساتھہ عدم احتیاج کے انواع و اقسام مخلوقات کو اوس کریم برحق حکیم مطلق نے خلق فرمایا پس جسطرح ساتھہ عدم احتیاج کے اور تمام اشیا اور امور کا ظہور اوس حکیم مطلق سے مورد حرف و کلام نہین ہے اسی طرح نافذ فرمانا احکام عبادت کا بھی بسبب عدم احتیاج کے کسیطرح مورد حرف و کلام نہین ہوسکتا اور اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ اور تمام امور و اشیا کیطرف گو احتیاج خداوند عالم کو نہین لیکن بہت سی حکمتین اور مصلحتین اون سب امور و اشیا مین رکھی گئی ہین کہ منافع اونکے مخلوقات کی طرف راجع ہوا کرتے ہین پس خلق فرمانا اون تمام امور و اشیا کا

لغو وفضول ہوا بخلاف حکم عبادت کے کہ اسمین کوئی حکمت اور مصلحت
اور نفع بھی نہیں ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اکثر امور و اشیا یا تمام امور و اشیا کے
منافع کا ایک دوسرے کیطرف راجع ہونا یہ حکمت و مصلحت بلا شبہ مسلم
لیکن یہ احتیاج تو ان منافع کیطرف تمام اشیا کو بعد خلق کے ثابت ہوئی
قبل خلق کے حالت عدم مین تو کسی چیز کو بھی ایک دوسرے کی طرف ہرگز
احتیاج نتھی پس خلق ہونا اور عدم سے وجود کی طرف آنا ہی باعث احتیاج
کا ہوا اب ہم پوچھتے ہین کہ خود ابتدا سے خلق اشیا کے واسطے کون سی
ضرورت یا حکمت اور مصلحت تھی جس ضرورت یا حکمت و مصلحت سے اس تمام
سلسلہ مخلوقات کو پیدا فرمایا جسکے پیدا ہونے پر ترتب سلسلہ احتیاج کا
بھی ایک دوسرے کی طرف لازم آیا پس اصل حکمت اور مصلحت خلق عالم کی
اگر کوئی عاقل بیان کریگا تو یا تو یہ کہیگا کہ اصل حکمت اور مصلحت ان تمام
مخلوقات کے پیدا کرنے مین یہ تھی تاکہ یہ تمام امور و اشیا اس جہان کے
کمال قدرت و حکمت اور اور باقی تمام صفات حضرت خالق کائنات
کی طرف دلیل ہون اور ہر ایک شی سے ایک صفت کمال بحکم نظر و استدلال
سمجھ لیا جائے مثلاً صفت رزاقی کا ظہور قبل خلق رزق و مرزوق کے
کچھ نتھا بعد خلق ہونے اور رزق پانے اور نعمائے غیر مترقبہ کھانے
مرزوقات کے یہ صفت تمام عالم پر جلوہ گر ہوگئی یا یہ بات کہیگا کہ ہر ایک
صفت الٰہی کا اقتضاے ذاتی یہی تھا کہ جو جو آثار اور نتائج اوسکے ہین
اونکا ظہور ضرور ہو لہذا صفت خالقیت و رزاقیت وغیرہ جملہ صفات

کے نتایج و آثار کا ظہور قطع نظر کسی احتیاج اور غایت اور فوائدے سے بھی
ایک امر تھا ضروری سوا ان دو شقون کے کوئی تیسری شق ایسی ہرگز نہین ہے
جسکو کوئی عاقل بھی بیان کرسکے ہرگاہ اصل وجوہ ان تمام امور و اشیا کے
ظہور کی یہی دو ٹھہرین تو یہ دونون وجوہ تو توجیہ احکام عبادت مین بھی ضرور ہی
قائم اور مسلم ہو سکتی ہین یعنی ہر عاقل اس بات کو سمجھ سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے
کہ اقتضائے نفس صفت حکومت و ملکیت و مالکیت خداوند خالق سچی
قادر مطلق قطع نظر کسی فائدے اور عدم فائدے سے یہی تھا کہ حکم عبادت
بندون کو دیا جاوے اور اطاعت و فرمانبرداری اوس مالک حقیقی اور
حاکم تحقیقی کی بندگان مملوک و محکوم سے بالضرور ظہور مین آوے یا بنظر اس
مصلحت کے کہ تا طاعت و عبادت بندون کی در کمال حکومت
و ملکیت و مالکیت خداوند اور اوسکے کمال احسان و امتنان کی شرح و بیان
کی طرف دلیل ہوا اور غایت اظہار تذلل و انکسار بندون کا بمقابلہ کمال
عظمت و قدرت و توانائی اوس خداوند اعظم و اجل کی شناخت مرتبہ
حضرت خالق اکبر پر بینہ اتم اور برہان جلیل ہو نافذ کرنا حکم عبادت کا کارخانۂ
حکمت اور مصلحت مین ضرور ہوا غرض جو علل و وجوہ اور تمام امور و اشیا
متحققہ و مسلمہ عالم کے واسطے قائم و مسلم ہو سکتے ہین وہی علل و وجوہ
نفاذ امر عبادت کیواسطے بھی ضرور ہی قائم و مسلم ہین اس صورت مین
غیر ضروری یا فضول جاننا احکام طاعت و عبادت کا بمقابلہ اور تمام
امور و اشیا اس عالم ظہور کی محض حماقت اور سراسر ہٹ دھرمی ہے

سوال دلیل ہونا احکام عبادت کا اوپر وجود صفت حکومت وملکیت
ومالکیت خدا ہی ہوتا ہے یہ بات مسلم سہی لیکن اس امر کی تسلیم سے
ضروری ہونا اعمال عبادت کا یا اور کوئی مرتبہ ان افعال کی مصلحت کا
بنظر فوائد ومنافع ذاتی بندون کے ظاہر نہین ہوتا کیونکہ خداوند خالق
برحق کی ذات وصفات پر تو سبھی اشیا اس عالم کے قطع نظر اس بات سے
کہ وہ اشیا ضروری ہون یا غیر ضروری خوب ہون یا زشت نافع ہون
یا غیر نافع دلیل بین ہین اسیواسطے کہا گیا ہے ؎ ہر انچہ آفریدست بیندہ را
نشان میدہد آفرینندہ را ❊ ففی کل شی لہ آیۃ تدل علی انہ واحد پس دلیل
ہونی وجود ہر مصنوع سے اوپر وجود صانع کے یا اوسکی کسی صفت خاص
کے یہ لازم نہین آتا کہ وجود اوس مصنوع کا کوئی شی ضروری یا مفید واسطے
بندون کے بھی ضروری ہو پس اس صورت مین واسطے واجب العمل اور
امر ضروری ثابت ہونے اعمال عبادت کے صورت ضرورت ان اعمال
کی بنظر فوائد ومصالح ذاتی بندون کے ثابت کرنا چاہیے تاکہ ہم ان اعمال
کو عبث وفضول نجانین اور بسبب ثبوت فوائد ومصالح ذاتی اپنے کے
انکی ضرورت اور مصلحت کو بلا عذر وتامل مانین جواب اول تم اعمال عبادت
کو عدم احتیاج خداوندی کے حیلے سے لغو وفضول کہتے تھے ہرگاہ جواب
تمھاری اوس نافہمی کا دیا گیا اور باوجود تسلیم وثبوت کمال استغنا سے
حضرت خداوندی اصل منشا اور فائدہ ان اعمال وافعال کا بدلیل عقلی بیان
کیا گیا اوس وقت تمنے دوسرا حیلہ اور تکلیف عبادت سے بچنے کا ایک

وسیلہ تلاش کیا اور دوسرے طریق سے تقریر حیلہ جوئی کو شروع کردیا یعنے پہلے تو خداوند کے ذاتی فائدہ اور عدم فائدہ کا حیلہ کرتے تھے اب خود اپنے فائدہ وعدم فائدہ ذاتی کا حیلہ کرنے لگے اول اسکا جواب ہم تمکو یہی دیتے ہین کہ مالک کی تابعداری اور فرمانبرداری کو اپنے نفع ذاتی کے ثبوت پر منحصر رکھنا جادۂ اطاعت سے نہایت دور ہی کیونکہ جس اطاعت کا ابتنا محض اپنے نفع ذاتی پر ہو وہ اطاعت اطاعت نہین ہی بلکہ اوسکو محض خودغرضی کہنا چاہیے بعد اوسکے ہم اوس ضرورت اور فائدے کو بھی بیان کرتے ہین جس ضرورت اور فائدے کو تم پوچھتے ہو سمجھو اور خیال کرو کہ انسان اشرف المخلوقات کچھ فقط کھانے پینے سونے یا کھیل کود لہو ولعب مین مشغول رہنے کے واسطے نہین پیدا کیا گیا ان سب کامون کے واسطے حیوانات کیا کم تھے اور کونسی مزیت انسان کو حیوانات پر ان کامون کے سبب سے پیدا ہوسکتی ہی پس جاننا چاہیے کہ اصل کار اور مایۂ شرف واعتبار واسطے انسان کے باتفاق جملہ عقلا وحکما سوا تحصیل وتکمیل مرتبہ حکمت نظری اور حکمت عملی کے اور کچھ نہین ہی یعنی نوع انسان کو جو خداوند حکیم بحق صانع وقادر مطلق نے ایسی بڑی نعمت جوہر عقل دی ہی اور انواع واقسام صفات وکمالات کے ساتھ صفت جامعیت عنایت کی ہی اصل کار مقصود اوس صاحب جوہر عقل وصفات وکمالات کا کیا ہی اول تحصیل وتکمیل حکمت نظری تا جملہ حقائق ودقائق موجودات کو تا حد مقدور اور امکان ورک اپنے کے

خبیا کر دیا ہے معلوم کرنے کے واسطے کہ ہر ایک حقائق و دقائق موجودات
سے بڑھکر کوئی فضل و شرف اور صفت کمال واسطے انسان کے نہیں ہے
اور چونکہ حقائق اشیا نہایت کثیر ہیں اور مراتب اون سب حقایق کے متفرق
بفرق بعید متفاوت بتفاوت شدید واقع ہوے ہیں لہذا رتبہ علم ہر ایک
حقیقت کا موافق مرتبہ اور شان اوس حقیقت کے ہوا کرتا ہے پس جس قدر
حقیقت معلوم اشرف یا ادق ہوگی اوسیقدر علم بھی اوسکا اشرف و ادق
اور باعث شرف و کمال واسطے صاحب علم کے ہوگا بنا علی ہذا معرفت
و شناخت ذات و صفات خداوند کائنات سے بڑھکر کوئی علم بھی اشرف
و ادق یا باعث فخر و کمال واسطے انسان کے نہیں ہے اور سب مراتب علوم
حقائق اشیا کے مرتبہ علیا سے معرفت ذات و صفات خالق کائنات
سے ادون و فروتر ہیں تفاوت شرف و کمال علم معرفت اور علوم معلومات
دیگر کو قیاس تفاوت مرتبہ ذات احدیت اور مراتب ذوات تمام مخلوقات
سے سمجھ لینا چاہیے پس علم معرفت باعث شرف و کمال تو ہئی ہے علاوہ
شرف و کمال کے اصل مطلوب اور تمام علوم سے زیادہ تر مقصود بھی واسطے
انسان کے علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات ہی ہے و اہم ہے
کس واسطے کہ بعد تسلیم اس بات کے کہ خلق عالم کچھ عبث اور بے سود محض
نہیں کیا گیا یہ بات بھی بالیقین ہے تو جب تسلیم ارباب عقل سلیم ہے کہ اصل
مقصود خلق عالم سے یہی ہے تا کہ ظہور جملہ امور و اشیاے مصنوع قدرت سے
کمال قدرت و حکمت و دیگر جملہ صفات کمالات حضرت خالق کائنات ظاہر

ہو جاتے اور ہر فن علم بتقبل شرف اطلاع اوس سے پاتے اصل منشا
خالق عالم و اشیا کا سوا ظہور صنعت و کمالات ذات حضرت خالق کائنات
کے اور کچھ نہیں ہے باقی تمام مصالح اور منافع وجود اشیا کے ابعد اس مصلحت
اور حکمت کے واقع ہوئے ہیں لہذا اودن تحصیل علم معرفت ذات و صفات
خالق کائنات کے اور تمام علوم و کمالات کو گویا ہیچ و پوچ محض سمجھنا چاہیے
اتنی اگر تمام مصنوعات کو جانا اور ذات و صفات صانع ہی کو نہ پہچانا تو
کیا جانا اور کیا پہچانا غرض مرتبہ حکمت نظری جو افضل مراتب اور اصل کار
اور مایۂ اعتبار واسطے انسان کے واقع ہوا ہے جزو اعظم اور مقصد اتم اوسکا
علم معرفت ذات و صفات حضرت خالق کائنات ہی ہے یہان تک تو بیان
معنی حکمت نظری کا اور ثبوت جزو اعظم اور مقصد اتم ہونے علم معرفت کا
واسطے اوسکے کیا گیا اب معنی حکمت عملی کو بھی سمجھ لینا چاہیے مخفی نرہے
کہ حکمت عملی مراد ہے قیام انسان سے واسطے عمل کارہاے واجب و مناسب
کے پس جسطرح درک حقائق جملہ موجودات کا بقدر طاقت و لیاقت واسطے
انسان کے موجب شرف و کمال ہے اسیطرح قیام کرنا انسان کا واسطے
اداے حقوق واجب اور معاملات مناسب ہر شے کے باعث مزید شرف
اور مدار اعظم مرتبہ حسن اعمال ہے جس طرح وہ ضروری ہے اسیطرح یہ بھی از جملہ اہم
امور ہے حکمت نظری صرف مرتبہ علم ہے اور حکمت عملی مرتبہ عمل لہذا حکمت نظری
بے حکمت عملی کے تمام نہیں ہوتی علم بے عمل کو مثل شجر بے ثمر کے
سمجھنا چاہیے غرض تحصیل و تکمیل حکمت عملی بھی اشد ضروریات سے واسطے

انسان سے کے ہے علم اخلاق و سیاست مدن و تدبیر منزل جو کہ اقسام حکمت عملی سے واقع ہوئے ہین کس درجہ علوم محتاج الیہ ضروری واسطے انسان کے ہوتے ہین الحق جو منصب والاے شرف انسانیت حضرت انسان کو عطا کیا گیا ہے حق واجب الادا اوس منصب کا یہی ہے کہ بعد درک حقائق جس شی کے ساتھہ جو برتاؤ اور معاملہ واجب یا مناسب عقلاً اسکو چاہیے بشرط تیسر و امکان ہرگز قصور اوسمین نکرے معاملات واجب و مناسب متعلق ساتھہ منصب والاے انسانیت کے بہت سے ہین لیکن مقصود بحث ہمارا اتمام اقسام معاملات کے ذکر سے نہین ہے اصل غرض اس جگہ ایک صنف خاص معاملات حقوق واجب کے ذکر سے ہے مخفی نرہے کہ حقوق واجب الادا متعلق ساتھہ ذات انسان کے تین اقسام پر منقسم ہین اول حقوق نفس ذات دوم حقوق خالق سوم حقوق دیگر انواع مخلوقات ان سب حقوق کی کمیت وجوب اور کیفیت ادا جدا جدا کتب حکمت عملی و قوانین شرائع اہل اسلام مین بشرح تمام و بسط مالا کلام مذکور و مسطور ہین پس جاننا چاہیے کہ حقوق نفس ذات کے بحث کی تو کچھہ ضرورت ہی اس جگہ نہین ہے رہے حقوق خالق اور حقوق دیگر انواع مخلوقات اصل غرض ہماری ان دونون اقسام حقوق کے وجوب و لازم اور فرض و متحتم ثابت ہونے سے ہے اما حقوق انواع مخلوقات مثل حقوق مادر و پدر و ہمشیرہ و برادر و زنان و اولاد و اقربا و آقا و استاد پس ان سب حقوق کے واجب الادا ہونے مین تو کسی عاقل بلکہ سفیہ جاہل کو بھی گنجایش بحث و کلام نہین ہے اما حقوق

خالق پس اشد و ازید ہونا حقوق حضرت خالق کا تمام حقوق مخلوقات سے
ایک ایسا امر بدیہی ہے کہ جسکو اجلی بدیہیات سے کہنا چاہیے تفوق مرتبہ
احسان حضرت ملک منان کا اور تمام مراتب احسانات محسنان دیگر سے
اس درجہ ہے کہ جو نسبت قطرے کو دریا کے ساتھہ ہوا کرتی ہے اور تمام
احسانات محسنان دیگر کو وہ نسبت بھی ساتھہ احسان حضرت مالک ہمارے کے
نہین ہو سکتی پس ہرگاہ مرتبہ احسان خداوند کا سب محسنون کے
احسانات سے زیادہ تر ٹھہرا اور مان باپ آقا یا استاد کسی محسن کے
احسان کی اوسکے سامنے کچھہ حقیقت ہی ثابت نہوئی تو ادا ے حق
واجب الادا بھی اس مرتبہ کا جملہ مراتب حقوق دیگر سے واجب و لازم تر
ثابت ہو چکا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ ہرگاہ مان باپ وغیرہ اونکے محسنون
کے عدم ادا ے حقوق سے انسان بدتر از حیوان جملہ عقلا کے نزدیک
شمار کیا جاتا ہے تو ایسے محسن اعلے کے عدم ادا ے حقوق سے تو انسان
کو کیا کہنا چاہیے الحق خداوند عالم کے حقوق کے اعلے مدارج جملہ حقوق
ہونے مین تو کسی عاقل بلکہ سفیہ جاہل کو بھی انکار نہین ہے لیکن بعض نادانان
مدعیان عقل یہہ بات کہتے ہین کہ مان باپ آقا وغیرہ احتیاج طرف رعایت
اور جزا ے احسان منعم علیہ اپنے کے رکھتے ہین لہذا ادا اون کے
حق احسان کا انسان پر ضرور ہوا کرتا ہے بخلاف حضرت منعم حقیقی کے یعنے
خدا ے سبحانہ تعالے کے وہ صمد و بے نیاز ہے ہرگز احتیاج اور پروا کسی
منعم علیہ کیطرف نہین رکھتا پس ادا ے حق اور جزا ے احسان کو کسی منعم علیہ

کیطرف سے بمقابلہ احسانات اوس منعم محق کے ضروری کیا ناکہ فضول محض سمجھنا چاہیے یہ کہنا اون نادانون کا محض حماقت اور سراسر جہالت ہی کیونکہ سوائے لزوم شکر و تعظیم و اطاعت خواہ اور کسی قسم جزاے احسان کا موقوف اور منحصر ہونا اوپر ثبوت احتیاج منعم و محسن کے ہرگز نہین ہوتا چنانچہ دعوے عدم توقف لزوم شکر و تعظیم و اطاعت یا اقسام دیگر جزاے احسان کا اوپر ثبوت احتیاج منعم و محسن کے دلائل شتی سے ثابت و متحقق ہی منجملہ اون دلائل کے چند دلیلیان ذکر کیجاتی ہین **دلیل اول** اصل عمل مقدم اور واجب اتم واسطے جزاے احسان کے بحکم عقل و اتفاق جماعہ عقلا کیا ہی اداے شکر و سپاس و تعظیم و تکریم و اظہار اطاعت و انکسار نسبت منعم احسان کارندہ کہ پونچانا کسی اور فائدے مالی یا خدمت بدنی کا کروقت محسن کو احتیاج طرف اوسکے ہو ہان بتقدیر احتیاج محسن کے پونچانا نفع خاص محتاج الیہ کا بھی اقتضاے حق واجب الاداے محسن کا ہوا کرتا ہی بلکہ بدون ثبوت احتیاج محسن کے بھی عرض کرنا خدمت مالی یا بدنی کا بطریق انیق حق شناسی اور سپاسگذاری سے ثابت ہوا ہی لیکن بتقدیر ایصال نفع محتاج الیہ خواہ غیر محتاج الیہ کے بھی اداے شکر و سپاس و تعظیم و تکریم اور اظہار اطاعت و انکسار قبل از عرض و ایصال نفع مذکور ضرور چاہیے اداے مراتب شکر و سپاس و تعظیم و تکریم کو فریضہ مقدم جاننا اور ایصال نفع محتاج الیہ کو علاوہ اور ضمیمہ مابعد اوس واجب ضروری اتم کا گردانا واجبات عقلی ادا ے حق احسان سے ہی اسیواسطے عقلاے

جاوے دوست زمین کسی اوسے بس اوسے چیز یعنی مثلاً ایک مٹھی بھری عطر
یا ایک پیالی چاے یا ایک گلوری پان کے احسان کے مقابلے
مین بھی ان اشیاے خفیف کے پیش کرنے والے کے سامنے سر
جھکانا یا ہاتھ واسطے سلام کے اوٹھانا یا منہ سے لفظ تسلیم و آداب کہنا
یا یہ کہنا کہ ہم بہت ممنون آپ کے ہوے یا اور کسی طریق تعظیم خاص
یا لفظ خاص کو موافق رسم و آئین ملک و دیار اپنے کے ادا کرنا ضروریات
منصب ادب و انسانیت سے جانتے ہین اور نہایت امر مقدم و
ضروری واسطے اداے حق احسان کے اسی اداے تعظیم و سپاس
اور اظہار اطاعت و انکسار کو گردانتے ہین یہانتک کہ کوئی شخص اپنے
محسن کو کیسا ہی فائدہ مالی اتم و اعظم کیون نہ پہونچاے لیکن اگر شکر و
تعظیم و تذلل و انکسار سے اوسکے ساتھہ پیش نہ آئیگا اور مراتب شکر و تعظیم
کو ناجائز یا غیر ضروری ٹھہرائیگا تو باوجود ایصال نفع کثیر بھی وہ شخص جملہ
عقلا کے نزدیک طریق ادب و شائستگی سے دور و مہجور ضرور کہلائیگا
بخلاف اوس شخص کے کہ گو نفع مالی وغیرہ محسن کو نہ پہونچاے لیکن اداے
شکر و تعظیم اور اظہار اطاعت و انکسار کے ساتھہ پیش آوے بے ادب
اور ناشائستہ ہونیکا اطلاق نزدیک ارباب عقل و ادب کے ہرگز اوسپر
نہ آئیگا ایصال نفع محتاج الیہ یعنی خدمت مالی محسن مین قصور کرنا بخل وغیرہ
دوسری علتون کی وجہ سے ہوا کرتا ہے نہ بسبب ترک ادب پس ویسا ترک کرنیوالا
ایصال نفع مالی مین بخیل البتہ کہلاتا ہے لیکن باوجود نگہداشت مراتب ادب

وتعظیم کے بے ادب و بدتمیز اور ناشایستہ و غیر مہذب کا اطلاق تو اوس
کبھی بھی نہین آتا ہوگا پس ہرگاہ عمل مقدم اور واجب ضروری اہم واسطے ادا
حق منعم کے ادا ے شکر و تعظیم اور اظہار اطاعت و انکسار ہی ٹھہرا تو موقوف
و مشروط نہونا لزوم شکر و تعظیم منعم کا ثبوت احتیاج پر بخوبی تمامتر واضح و
لائح ہوگیا کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو فقط ادا ے شکر و تعظیم محسن اور تمامی منافع
محتاج الیہ اشد ضروری محسن پر مقدم تر ہرگز قرار ندیا جاتا نہ بلفظ معائنہ ہر جنس
احسان بہ نسبت ہر قسم محسن کے صرف ادا ے شکر و تعظیم ہی واجب مقدم اور
ضروری اہم قرار پاتا نہ یہ ہوتا کہ حالت ترک شکر و تعظیم و ادب مین تو باوجود تعہد
و مراعات نفع مالی محسن بھی انسان بے ادب اور غیر مہذب کہلا ئے اور حالت
ادا ے شکر و تعظیم مین باوصف عدم مراعات ایصال منافع مالی محسن بھی مہذب
و بے ادب نہ سمجھا جاے الحق اگر ثبوت ضرورت ادا ے حق محسن کا صرف
تحقق و احتیاج محسن پر مقرر و منحصر ہوتا تو لازم یہ تھا کہ کوئی عمل خاص واسطے
جزا ے احسان کے مقدم ضروری قرار ندیا جاے بلکہ جو فائدہ اشد محتاج الیہ
محسن کا ہو ایصال اوس فائدہ اشد محتاج الیہ کا ہی عمل مقدم ضروری قرار
پا ئے اور قطع نظر بحث اس امر سے کہ فائدہ اشد محتاج الیہ کا ہی مقدم ضروری
ہونا چاہیے فقط شکر و تعظیم و اطاعت و انکسار کے تو نفس محتاج الیہ ہونے مین
بھی بہ نسبت ہر فرد محسن کے بحث و کلام ہے پس نہ متوقف ہونا لزوم شکر
و تعظیم و دیگر اقسام جزا ے انعام منعم و محسن کا ان تمام مقدمات کی رو سے
بداہت تمام مسلم اولی الافہام ہے فلیتامل دوم چونکہ نفس ثبوت

احسان کی عقلاً مقتضی اس بات کی واقع ہوئی ہے کہ بمقابلہ احسان کے
احسان ہی ساتھ محسن کے کیا جاوے اور جواب نیکی کا سوا ساتھ نیکی
کے ندیا جاوے پس اس صورت مین ہم پوچھتے ہین کہ مقابلہ نیکی کا ساتھ
نیکی کے قطع نظر اس سے کہ جزاے احسان کی طرف احتیاج محسن کو
ہویا نہو آیا فی نفسہ ضروریات ومستحسنات عقل والضاف سے ہے یا نہین
اگر کہو کہ مقابلہ نیکی کا ساتھ نیکی کے ضروریات ومستحسنات عقل وانصاف
سے نہین ہے تو یہ دعوی تمھارا اول تو سرتاسر خلاف ارباب عقل وانصاف
کے ہے علاوہ اسکے جو قول تمنے اس سے پہلے بیان کیا تھا کہ ماں باپ
آقا وغیرہ احتیاج اعانت وجزاے منعم علیہ کی طرف رکھتے ہین لہذا ادا
اونکے احسان کا انسان پر ضرور ہوا کرتا ہے محض غلط اور سرتاسر لغو ٹھہرا
بلکہ اس صورت اور شق مفروضہ مین تو جو محسن حاجتمند نفع پالنے کا ہو
اوسکی طرف بھی ایصال نفع کرنا ضروری یا مستحسن ثابت نہین ہوتا اور
نہ امتیاز استحقاق حسن وقبح کا اس صورت مین اصلا باقی رہتا ہے اور اگر
ضروری یا مستحسن ہونا مقابلہ نیکی کا ساتھ نیکی کے مانتے ہو اور مسلمات
عقل والضاف سے اسکو جانتے ہو تو اس صورت مین ہم یہ بات کہتے ہین
کہ محتاج ہونا نہونا محسن کا کسی قسم جزاے احسان کی طرف یہ تو ایک امر
آخر ہے ہرگاہ استحقاق جزاے نیک مقتضیات اصل ذات احسان سے
ثابت ہوا تو غیر ضروری یا نامستحسن جاننا اداے احسان کا بسبب دخل
دینے لحاظ کسی امر آخر کے ہرگز نہین چاہیے **دلیل سوم** لزوم

وضرورت اداے حق منعم کے واسطے ثبوت احتیاج منعم ہرگز درکار نہین
ہی بلکہ صرف ثبوت صلاحیت واستحقاق ذات خاص کا واسطے منعم کے
چاہیئے اسیواسطے قاعدہ کلی اسطرح پر مقرر ہی کہ اگر کسی شخص کے مان باپ
یا اوستاد یا آقا اس درجہ مستغنی ہون کہ ایک ذرہ احتیاج طرف کسی خدمت
مالی یا بدنی کے نرکھتے ہون بلکہ احتیاج اونکی اس شخص کیطرف کسی طرح پر
متصور ہی نہو تو اوس صورت مین بھی باوجود ثبوت عدم احتیاج صرف اس
سبب سے کہ نفس صلاحیت تو انتفاع کی اونکو باوجود کمال تنعم واستغنا
کے بھی حاصل ہوتی ہی گذراننا تحف وہدایا کا اور پیش کرنا التزام خدمت مالی
وبدنی کا اپنی طرف سے واسطے اظہار محبت اور تبعیت وانقیاد اونکا
کے واجب ولازم ہوا کرتا ہی جو نذور وتحف وہدایا حضور سلاطین عظام اور امرا
بلند نام مین گذرا اور قبول ہوا کرتے ہین بنا اون نذور وتحایف کے گذرنے
اور قبول ہونے کی صرف بلحاظ ثبوت صلاحیت انتفاع ہی پر رکھی گئی ہی نہ
بلحاظ ثبوت احتیاج پر کسواسطے کہ اگر بنا ان نذور وتحف کی بلحاظ ثبوت
احتیاج پر مقرر ہوتی تو پیش ہونا ان نذور وتحف کا بعینہ مثل اعطاے
حقوق فقرا اور محتاجین کے بسبب ثبوت افتقار واحتیاج سلاطین و
امرا کے علامت اہانت وملامت تصور کیا جاتا نہ علامت عظمت وکرامت
انکا حاصل سرگاہ یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا کہ ضرورت یا استحسان جزای محسن
ثبوت احتیاج محسن پر مشروط ومنحصر نہین ہوتا بلکہ مشروط ومنحصر ہوتا ہی ثبوت
اوپر صلاحیت واستحقاق محسن کے واسطے اوس جزا کی جوکہ پہنچائی جاے

پس اس صورت مین ضروری اور مستحسن ہونا اداے شکر وسپاس وتعظیم و
تکریم اور اظہار اطاعت وانکسار کا بہ نسبت خداوند خالق عالم وآفاق کے
باوجود تیقن عدم احتیاج خداوند صرف ثبوت نفس صلاحیت واستحقاق
کے سبب سے بالیقین ثابت ہی دلیل چہارم احسان عقلا منقسم
ہی اوپر وجوہ شتی کے پس بموجب ایک تقسیم کے دو قسمین احسان کی کیا ہین
احسان معلل بالسبب واحسان غیر معلل بالسبب اور اسیطرح بموجب ایک دوسری
تقسیم کے دو قسمین احسان کی کیا ہین احسان اولے بلا مقابلہ احسان
اور احسان بمقابلہ احسان ہرگاہ ان دونون تقسیم کی چارون قسمون کو معلوم
کیا تو جاننا چاہیے کہ احسان غیر معلل بالسبب عمدہ اقسام احسان سے ہی
مرتبہ احسان غیر معلل بالسبب کا اس درجہ اجل واعظم ہی کہ گو کتنی ہی کوشش
اداے حق احسان غیر معلل بالسبب مین کیجاے اور کتنی ہی جزاے مالی وغیرہ
محسن کو بمقابلہ احسان غیر معلل بالسبب کے دیجاے ادا ہونا حق احسان
غیر معلل بالسبب کا عقلا کسی طرح ممکن نہین ہو سکتا کسواسطے کہ کتنا ہی احسان
بمقابلہ احسان غیر معلل بالسبب کے کیا جاے پھر معلل بالسبب ہی معلل بالسبب
کو ساتھ غیر معلل بالسبب کے تاب مقاومت کب ہی پس عمدہ جزا احسان
غیر معلل بالسبب کی یہ نہین ہوتی کہ کوئی شی بمقابلہ شی دیجاے بلکہ جزاے عمدہ
اوسکی سوا شکر وتعظیم اور اظہار منت وعجز وانکسار کے اور کچھ نہین ہی اظہار
کمال شکر وممنونی واطاعت وانکسار یہ اصل جزا ہے احسان غیر معلل بالسبب کو
مقتضی کرنا اور کسی قسم نفع محتاج الیہ مالی وبدنی کو بمقابلہ اوسکے کوئی وزن و

یا اوس محسن کی نسبت جو اصلا احتیاج اسکی تعظیم و اطاعت کی طرف نرکھتا
ہو ملحوظ رکھنا مراتب شکر و تعظیم کا اصلا ضروری نہ ٹھہرے اور مخالفت اوسکے
مذموم اور خلاف نسمجھی جاوے دیکھو اگر کسی شخص سے اپنے ملازم یا متوسل
کے ساتھہ غایت درجہ احسانات ہر قسم کے تمام عمر کیے ہوں اور اوس
محسن کے انتقال اور ارتحال کے بعد کہیں کسی صحبت میں ذکر اوسکا روبرو
اس شخص سراپا لبستۂ احسانات کے آوے اور بیان محامد و اوصاف
کیا جاوے اور اوس وقت یہ شخص ساکت محض رہے شکر و تعظیم اور
شرح و بیان مراتب احسانات و خوبی ہاے محسن سے ایک بات کبھی
اپنے منہ سے نکلے یا بسبب زندہ اور موجود نہونے محسن کے ہمیشہ
مواقع اور اوقات مناسب پر ذکر اوسکے احسان اوصاف کا اور
شاکر اوسکے انعامات اور احسانات کا رہنا ضروری یا مستحسن نجانے بلکہ
ایسے ذکر و فکر کو داخل حکم حماقت و فضولی محض گردانے تو جملہ عقلا اور
اہل انصاف کے نزدیک وہ شخص بالیقین کافر نعمت کہلاوے گا
احسان فراموش کا اطلاق اوسپر ضروری آیگا غرض وجوب مرتبہ تعظیم و
تکریم و شکر و سپاس یا اظہار تمکن و ضراعت و انکسار کا بہ نسبت کسی منعم
کے قطع نظر اس سے کہ اوس منعم کو ضرورت و خواہش بلکہ علم و اطلاع
بھی اوسکی ہو یا نہو واجبات و مقتضیات منصب والاے انسانیت
سے ثابت ہی اور یہ بات کہنا کہ خداوند تعالے کو خواہش و احتیاج تو
کسیکی تعظیم اور شکر و سپاس کی طرف ہے نہیں پھر ادا کرنا ان مراتب کا

کیا ضرور ہی ان حضرات مدعیان عقل کی نارسائی فہم کا سراپا قصور ہی کیونکہ احتیاج اور پرواتوان مراتب شکر وتعظیم کی ایک بادشاہ دنیوی یا صاحب دولت وثروت دنیوی کو بھی ہر کسی ادنے رعیت ومملوک ومحکوم سے نہین ہوتی خداوند سلطان السلاطین احکم الحاکمین کی ذات تو بہت ارفع ہی اوس سلطان دوجہان مالک کون ومکان کو بھلا کب احتیاج وپروا کیطرف ممکن ہوسکتی ہی لیکن عدم احتیاج کسی بادشاہ عظیم القدر کی مستلزم اسکی نہین ہی کہ یہ سب مراتب شکر وتعظیم کسی رعیت اور مملوک ومحکوم کی طرف سے اوس بادشاہ کے نزدیک لغو وفضول قرار پائین اور موجب خوشنودی بادشاہ نہ سمجھی جائین اگر ادا ے تعظیم وسپاس محسن عقلاً ممدوح اور ضروریات اقتضاے عقل وانصاف سے ہی تو خوش ہونا اوس سے اور ناخوش ہونا اوسکے ترک سے ہر صاحب عقل وانصاف کو ضرور ہی مخالفت اس طریق انیق سے سراسر خلاف مقتضاے عقل وشعور ہی مراتب حسن وقبح مین فرق کرنا اور حسن سے راضی اور قبح سے ناراض ہونا ہر ایک صاحب عقل وانصاف کا ایک ضروری کام ہی خداوند عالم کو اس امتیاز فرق وتفاوت حسن وقبح اور اوسکی خوشنودی ناخوشنودی سے بری جاننا یہ خداوند عالم پر بہت بڑا ایک الزام ہی نوع انسان اگرچہ سراپا بستہ بند غرض واحتیاج ہی مگر نیکی سے خوش اور برائی سے ناخوش ہونا جو اس وابستہ بند غرض کا بھی غرض وضرورت ہی پر منحصر نہین ہوتا بلکہ چشم نکوئی پسند مین ہر کام نیکو اور قرینہ اور ادب کا فی نفسہ

بہتر ہی معلوم ہوا کرتا ہے اور جو کام برا یا خلاف قرینہ و ادب ہے گو اصلا کچھ
تعلق اوز غرض یا احتمال نقصان و مضرت اوس سے انسان کو نہو لیکن
برا جاننا اوسکا اور ناخوش ہونا اوس سے عین لوازم عقل و انصاف سے
ہے صرف کسی غرض و ضرورت ذاتی کے سبب سے بھلائی سے خوش
اور برائی سے ناخوش ہونا بندگان غرض کا شعار ہے ہنر پسندان انصاف مندوں
کے واسطے بسبب غرض و احتیاج ذاتی کب درکار ہے پس اداے تعظیم
و سپاس یا اظہار انقیاد و انکسار بنسبت حضرت محسن بحق خداوند وہاب ملوک
کے ایک امر ہے ممدوح و محمود بالذات بلاشبہہ مرغوب و مرضی خداوند کو بھی پسند
اور ترک تعظیم و سپاس اور عدم اظہار و اقرار مراتب اطاعت و انکسار
کو بخلاف اسکے جاننا چاہیے تتمہ کلام اور خلاصہ مرام یہ کہ حکمت نظری
اور حکمت عملی یہ دونوں حکمتیں دو بازو ہیں واسطے طیران افق عروج انسان
کے جملہ فضل و شرف انسان کا موقوف اوپر تحصیل و تکمیل انہیں دو مدارج کے
ہوا کرتا ہے اور جس طرح جزو اعظم اور مقصد اشرف و اتم حکمت نظری کا درک
و شناخت ذات و صفات حضرت خالق کائنات ہے اسیطرح جزو اعظم
اور مقصد اشرف و اتم حکمت عملی کا کیا ہے اداے شکر و سپاس خداوند خالق
نفوس و انفاس ساتھہ بیان مدح و ثنا اور بجا آوری کمال تعظیم و تکریم اور
اظہار غایت تذلل و انکسار کے کہ حق واجب الادا ہے اوس خالق و محسن حقیقی
اور معین و دستگیر مطلق کا اوپر بندگان سراپا بستہ بند لطف و احسان کے
مرتبہ معرفت و شناخت جو جزو اعظم حکمت نظری کا ثابت کیا گیا اسی مرتبے کا

تمام ایمان ہے اور مرتبہ شکر و سپاس جو جزو اعلیٰ حکمت عملی کا بدلائل مان
لیا گیا لفظ اسلام با عمل صالح اسی جزو اعلیٰ حکمت عملی کا شرح و بیان ہے
پس ایمان اور اسلام عمدہ مقاصد بود و وجود انسان سے ثابت ہوئے
اصل مقصود بود و وجود انسان ایمان اور اسلام ہی ہے یہان تیان کوئی تحریر
یہ بات نہ کہے کہ صرف معرفت وشناخت ذات وصفات یعنے محض توحید
کو جو ایمان قرار دیا یہ محض خلاف ہے ثبوت ضرورت تصدیق رسالت سے
تو اسمین انحراف ہے کس واسطے کہ اصل مقصود تو یہ حقیقت توحید ہی
ہے لیکن چونکہ درک وشناخت ذات وصفات حضرت باری کا اور ادا ہونا
اوسکی مدح وتعظیم وشکر گذاری کا انسان ظلوم وجہول سے جیسا کہ چاہیے بدون
توسط رسالت اور توسل حضرات انبیا علیہم السلام کے ممکن و متصور ہی نتھا
لہذا تصدیق انبیا لامحالہ جزو داخل حقیقت ایمان گردانی گئی اور ضرورت انکے
اطاعت وانقیاد کی جملہ احکام ضروریہ عبادت اور سلوک طریق خیر وسعادت
مین مسلمات عقلیہ سے مانی گئی پس اعتراض بعض نادانون کا
کہ ضرورت بعثت انبیا کی کچھ بھی ثابت نہین ہوتی محض لغو محل عبرت و انصاف
ہے کہ سرکار انگریزی سلنے جو ہزارہا کوس کی مسافت سے ہندوستان مین
آکر قبضہ واستحکام اپنا کیا سو برس سے زیادہ گذرے ہین کہ تصرف و انتظام
سرکار موصوف کا اس ملک مین برابر ہے اور ابتداء ظہور عملداری سرکار
سے آلے یوم ہذا جملہ صوبہ ہائے ہند کو تعلق اور سابقہ ساتھ سرکار والا کے
برابر رہا پس باآنکہ جملہ اہالی ہند بہبود و بہبود اپنی نظر بعالم اسباب متعلق

ساتھہ سرکار انگریزی ہی کے جانتے ہین اور ہر طرح مفید و کارآمد ہوتا
تحصیل رد اتباع مرضیات اہالی سلطنت لندن کا واسطے اپنے جملہ یقینیات
سے مانتے ہین لیکن باوجود اتحاد جنسیت بشری صرف بعد مسافت ملک
انگلستان اور تغائر صنفی اہالی یورپ کے سبب سے یہ ممکن نہین ہوسکتا
کہ بدون تعلیم وتفہیم صاحبان انگریز کے یا خود لندن پہونچ جانے اور فیض
تعلیم خاص پانے اہل ہندوستان کے رعایا در وسائے ہند فقط زور
عقل یا قوت مناسبت جنسی سے جملہ مناشی اور خصوصیات خاصہ طبائع
اہالی انگلستان پر آگاہی کماہی پاتے بہت طالبان تعلیم وتہذیب و
شائستگی جدید تعلیمات جاریہ ہند پر اکتفا نکر کے واسطے تعلم طرق تعلیم وتہذیب
پسند ومقبول سرکار دولتمدار کے خاصۃ ولایت انگلستان کو جاتے ہین
ہندوستان ہین گوکیسی ہی تعلیم عمدہ کیون نہ پاسکے لیکن ولایت کی تعلیم
وتہذیب کا اعتبار اور افتخار جس درجہ ہوتاہے اوس درجہ یہان کی تعلیم و
تہذیب کا اعتبار اور افتخار ہرگز نہین ہوتا سبحان اللہ صنف انسانی کے
تو طریق مرضیات کا سلوک اور اتباع روش مرغوب ومطلوب خاص مجرد
قراین عقلی سے بدون تعلم واکتساب کے خود صنف مذکور سے یا حکام و
نائبان مرسل صنف مذکور سے بخوبی علی وجہ کما ینبغی ممکن نہوسکا پہر کس طرح
ممکن ہے کہ مراتب مرضیات خداوند بیچون وچرا کو بدون توسل واتباع
انبیا کے کوئی مدعی عقل پاسکے جو لوگ قائل اس بات کے ہین کہ درک
وشناخت ذات وصفات خداوند جل وعلے اور مرضیات خداوند جل وعلے

سکے واسطے صرف عقل کافی ہی اگر ادن لوگون کو حکام سرکاری کیطرفسے
سائنس ہیان فیض تعلیم نہ پونہچایا جاتا تو محال تھا کہ کوئی شخص بھی اصل
مناشی اور مرضیات خاصہ سرکار ذی وقار پر اطلاع کلی پا یا اصل مناشی
و مرضیات بکمال معلوم کرنا بدون دریافت امر وارشاد خاص سرکار کے
ممکن ہی نہین ہی دیکھو اگر کوئی شخص واسطے حاصل کرنے تعلیم و تہذیب
مقبول و پسندیدہ خاص سرکار گورنمنٹ کی خود ولایت انگلستان ہی
مین جا کر مدت ہاے مدید قیام کرے تو بھی ممکن نہین ہی کہ فقط قراین عقلی
و تجربہ حسی سے اصل طریق واجب التحقیق کو جو کہ خاصتہ اس سکے واسطے
پسند و مطلوب سرکار دولتمدار ہی بالیقین حاصل کر سکے بلکہ محض تجربہ عقلی
اور خودرائی سے تو باوجود اکتساب طریق اور نقل خاص اہالی انگلستان
سکے وہ شخص بالعکس مرتکب خلاف مرضیات سرکار گورنمنٹ بھی ہو سکتا ہی
خود اتباع روش خاص اہالی انگلستان ہی مین اصل طریق مرضیات سرکار
والاتبار کو کھو سکتا ہی کس واسطے کہ بہت حرفت و صنایع و علوم و کمالات اہالیان انگلستان
ایسے بھی ہین جنکا تعلم و اکتساب یہان سکے لوگون کے واسطے خلاف
مرضیات سرکار والاتبار واقع ہوا ہی پس کس طرح ممکن ہی کہ شخص طالب
اتباع مرضیات سرکار تا وقتیکہ خود سرکار یا واقفان مرضیات سرکار
سے ہدایت خاص اوسکو نہو مجرد قراین عقلی اور خود سری سے راہ غلط پر
ہرگز نہجاے اور سلوک قراین عقلی مین خواہ مخواہ طریق منویہ و مرضیہ
سرکار والاتبار ہی کو پالے پس ہمہ ہر گاہ سلوک طریق رضا سے حاکم بجنس کا

مجرد ہدایت عقلی سے امر اشکال ہے تو سلوک طریق مرضیات خداوند جل وعلا کو تو مجرد ہدایت عقلی سے بدون فیض تعلیم حضرات انبیا و رہنماے خاصان خدا کے سرتا سر محال خارج از دائرہ وہم وخیال ہی سمجھنا چاہیے علاوہ اسکے بہت سے امور خود اس جہان کے ایسے ہیں کہ جنکی ضرورت وعدم ضرورت یا بھلائی اور برائی میں اختلافات کثیر ما بین عقلاے جہان کے واقع ہیں پس مجرد درک عقلی تو خود اس جہان کے امور کے واسطے بھی بالیقین کفایت نہیں کر سکتا درک عقلی محتاج تعلیم وتفہیم واسطے اکثر امور اس جہان کے بھی بالضرور ہے فکیف درک وشناخت ذات وصفات ومرضیات حضرت ایزد بیچون وچرا اوسکے واسطے تو احتیاج ہدایت وتعلیم حضرات انبیا اور بھی زیادہ تر ضرور از جملہ اہم امور ہے الحاصل ضرورت تصدیق واتباع حضرات انبیا بھی اس دلیل سے بخوبی ثابت ہوئی لیکن اتنی بات تحقیق طلب باقی رہی کہ ملاحظہ مقدمات مذکورۂ بالا سے وجوب نفس شکر وتعظیم حضرت منعم حقیقی کا البتہ ثابت ہوا لیکن اس ثبوت سے ثبوت ضرورت اداے اعمال و افعال خاصہ صوم وصلوۃ حج وزکوۃ کا اصلا نہیں ہوتا پس اس ثبوت کے واسطے بھی کوئی دلیل چاہیے واضح ہو کہ ہر گاہ واجب العمل ہونا مطلق تعظیم وتکریم اور شکر وسپاس وغیرہ مراتب اداے حقوق احسان حضرت ملک منان کا ثابت ہو چکا اور ظاہر ہے کہ تحقق مطلق من حیث ہو مطلق کا ممکن نہیں ہوتا مگر ضمن انواع وافراد خاصہ میں لہذا اداے تعظیم وتکریم وشکر وسپاس کے واسطے اختیار کسی قسم صور واوضاع واشکال خاصہ کا تو ضرور ہی چاہیے

پس اب ہم پوچھتے ہین کہ تعیین کسی آئین کی بھی واسطے اختیار اشکال و ب
اوضاع خاص کے اسکے لازم ومناسب تھی یا نہین اور درصورت ضروری
یا مناسب ہونے تعیین آئین کے آیا تعیین آئین جانب حضرت شارع
سے ہونا مناسب تھی یا یہ تعیین ذمہ ہر فرد واحد اہل اسلام کے یا اوپر سوچے
یا در اتفاق جماعہ عقلاے انام کے یا شورہ و اتفاق تمانے جدا جدا ہر ہر گروہ
عقلاے بلاد واقوام کے چھوڑ دی جاتی ان سب صورتون مین کون سی
صورت عقلاً واجب یا مناسب تھی اور کونسی صورت غیر واجب یا نامناسب
جملہ شقوق کی تحقیق حقیق کو اور وجوہ ضرورت تعیین آئین کو جانب شارع
سے جس طرح کہ واقع ہوئی ہے بیان کرنا چاہیے **بیان وجوہ ضرورت مطلق
تعیین آئین اعمال وافعال خاصہ عبادت ونیز ضرورت تعیین آن خاصہ
ازجانب شارع** **وجہ اول** نہایت امر عظیم اور مہتم بالشان ہونا اعمال
عبادت کا مقتضی اسی بات کا تھا کہ کوئی طریق وآئین خاص اسکے واسطے
مقرر کیا جاوے اور امور فضول اور غیر مہتم بالشان کی طرح مہمل نہ چھوڑ دیا جاوے
وجہ دوم اب باوجود تقرر وجوہ وطرق ومزید تاکید بھی لوگ اداے اعمال
عبادت مین کمال غفلت وبے پروائی کرتے ہین پس اگر اصل سے کوئی
آئین وطریق ہی اسکے واسطے مقرر نہوتا تو اوس وقت تو دیکھی تمام
لوگ غفلت وبے التفاتی کرتے ترک عبادات سے اور بھی نڈر ہوتے
وجہ سوم اگر تقرر طریق وآئین خاص نکیا جاتا تو سب لوگ یہی جانتے کہ امر
عبادت کچھ ضروری نتھا اسیواسطے تقرر کسی طریقہ خاص کا اوسکے لیے

ضروری نہین سمجھا گیا **وجہ چہارم** نسبت خالقیت و مالکیت اور انعام
واحسان خداوند تعالے کی سب کے ساتھہ برابر ہے پس اداے تعظیم و
سپاس خداوند مین بھی کوئی طریق خاص مساوی واسطے جملہ مملوکون اور
تابعدارون کے جاری رہنا مناسب بلکہ واجب ہوتا مساوات نسبت جملہ عباد
پر دلیل ہو اور فرق امیر و فقیر اور اعلے اور ادنے کا اصلا باقی نرہے **وجہ
پنجم** صورت عدم تقرر طریق خاص مین کوئی شخص کسی طریق خاص
عبادت کی تعلیم تو حاصل ہی نکرتا پس اوس صورت مین جیسا کچھہ اہتمام اور انتظام
اور وقعت اور احترام امور واہیہ بے آئین و تعلیم کا ہوا کرتا ہے اس امر عبادت
کی بھی ویسی ہی قدر و وقعت ہوتی ایسی بے اعتنائی تو قدر عبادت کو بالکل
ہی کھوتی **وجہ ششم** بدون قرارداد طرز و آئین خاص عبادت کے
ہر منکر خدا بھی مدعی اداے حق عبادت کا ہوسکتا تھا پس فرق و امتیاز
درمیان مطیع و عاصی کے ظاہر مین ہرگز ممکن نہوتا حالانکہ اس فرق و
امتیاز کو اصلاح امور عالم ظہور مین بہت بڑا دخل ہے **وجہ ہفتم**
تہذیب امور و احوال و اصلاح و شائستگی رعایا مین سلطنت اور حکومت
کو دخل تام اور اثر مالا کلام ہوا کرتا ہے یہان تک کہ ذمہ وار درست کرنے
اور شائستہ رکھنے احوال رعایا کی سلطنت ہی ہوتی ہے پس ہر نوع درستی
اور شائستگی کے واسطے ایک آئین و قانون مقرر و واسطے نگرانی اور
دیدبانی حاکم اصلاح جو کہ ضرور چاہیے ورنہ درک تفاوت و امتیاز درمیان
شائستگی و عدم شائستگی احوال اہل اعمال کے ممکن ہی نہین ہے یہان تک

بیان وجوہ ضرورت مطلق تعیین آئین کا ہوا اب وجوہ ضرورت تعیین خاص
حضرت شارع کو بھی سن لینا چاہیے **وجہ اول** اختیار طریق وضع خاص
تعظیم وشکر وسپاس ہر محسن ومالک وآقا کا مناسب مرتبہ شان اوس محسن
ومالک وآقا کے چاہیے ہر گاہ عظمت وشان شاہان دنیا کی مرتبہ کمال
کا یہ حال ہے کہ درک وادا اوسکے مراتب تعظیم وتکریم کا عوام وسفہا کیا بلکہ خواص
وعقلا سے بھی بیدون تعلم واستکشاف مراتب وداب وآداب ہر کسے ممکن ومتصور
نہین ہوتا تو شان حضرت حق تو نہایت ہی ارفع ہے اوسکے مراتب تعظیم و
تکریم وداب وآداب خاصہ کے درک وادا مین تو درحقیقت عقلا بھی مثل
سفہا کے عاجز محض تھے **وجہ دوم** ممکن تھا کہ سفہا بلکہ عقلا بھی بسبب عدم
مناسبت اور کوتہی درک کے ایسی راہ پر جاتے کہ مناسب ساتھ مرتبہ تعظیم
وسپاس حضرت حق کے ہرگز نہ ہوتا بلکہ سلوک اوس راہ کا ادب وتعظیم کو
سرتاسر کھوتا **وجہ سوم** تعظیم ہر ملک کی مختلف ہوا کرتی ہے یہان تک کہ
بعض مراتب تعظیم ایک ملک اور قوم کے دوسرے ملک اور قوم کے نزدیک
سراسر داخل تحقیر ہوتے ہین پس اتفاق جملہ عقلاے روے زمین کا کسی
آئین خاص تعظیم وسپاس پر اول تو بسبب عدم امکان اجتماع جملہ عقلا یا اکثر
عقلا تمام روے زمین کے فی نفسہ ایک امر محال تھا دوسرے بسبب اختلاف
اصناف تعظیم ہر ملک ودیار کے بھی داخل دائرہ تعسر واشکال تھا ہان اجتماع
واتفاق معاشر عقلا سے جملہ ممالک واقوام کا جدا جدا البتہ ممکن تھا لیکن جب
فائدہ تقرر طریق واحد مین واسطے جملہ بلاد واقوام مختلف کے ملحوظ کیا گیا ہے

یعنی دلیل بتانا طریق واحد کا اور مساوات نسبت جملہ عباد کے وہ فائدہ
اس صورت مین بالکل مفقود ہوتا تھا وہ اسکے نہایت درجے کا فائدہ اعظم
اور نفع اتم اتحاد طریق عبادات جملہ مخلوقات مین یہ ہی کہ اتحاد طریق سلوک
مفید مزید توافق واتحاد عباد ہوا کرتا ہی پس چونکہ توافق واتحاد عباد کمال درجہ
مرغوب و مرضی خداوندی اور ممدوح عقل اتفاق پسند بھی ہی لہذا لحاظ اس فائدہ
عظمے کا مقتضی اس بات کا ہوا کہ طریق عبادت واسطے جملہ عباد روی زمین
کے صرف ایک ہی طور خاص پر مقرر کیا جاوے قرارداد طرق خاصہ جدا جدا
موافق پسند ہر ملک و قوم کے اوپر آراے مختلفہ عقلاے بلاد و اقوام
مختلف کے چھوڑ نہ دیا جاوے چونکہ اجتماع و اتفاق جملہ عقلاے روی زمین
واسطے تجویز و تقرر ایسے قرارداد آئین خاص کے سخت اشکال بلکہ قریب
بمحال تھا لہذا مقرر ہونا آئین مطلوب خاص کا من عند الشارع بالضرور لازم ہوا

وجہ چہارم اگرچہ قوت عقلی واسطے درک خیر و شر اور امتیاز نفع و ضرر
کے ہر ایک شخص کو بقدر اوسکی لیاقت کے دیگئی ہی اور اصلاح اکثر
امور کی وابستہ ساتھ مشاورت عقلاے ہر قوم کے کی گئی ہی لیکن اصل و
واجراے مہمات امور دنیا کا کچھ عقول عامہ اور مشاورت ہمارے قومی عقلا پر
مقرر نہین کیا گیا بلکہ خلق ایک قسم افراد خاص یعنے گروہ حکما پر یہ امر منحصر کیا گیا
ہی دیکھو احکام حکمانہ قبیل احکام عقلی عامہ خلق سے واقع ہوے ہین نہ از
جملہ احکام خاصہ مشاورت عقلا حال آنکہ اکثر کارروائیان منتظم امور و مہمات دنیا
کی اونھین تجاویز و احکام پر مقرر و منحصر رکھی گئی ہین پس یہ خیال بعض عیانان

متعلق تھا کہ ہرکسی دشناخت ہر خیر وشر اور نفع وضرر کے واسطے عقل غریزی ہر نفس خاصہ خلق کی باشورت عقلا سے ہر قوم کی کیا کم تھی کہ بعثت انبیا واسطے ہدایت خلق کے تجویز کی گئی محض خیال خام ہے بلکہ اگر بچشم حقیقت دیکھا جاوے تو اصل تعلیم وتہذیب کا دار ومدار صرف ایسے افراد خاص ہی کے خلق پر مقرر رکھا گیا ہے جن افراد خاص کی تجاویز واحکام ورے تجاویز واحکام خواص وعوام واقع ہوتے ہیں پس جسطرح دار ومدار کارخانہ دنیا کا اتباع حکما پر مقرر کیا گیا ہے اسیطرح دار ومدار کارخانہ دین وعقبےٰ اتباع حضرات انبیا پر رکھدیا گیا ہے الحاصل ان تمام وجوہ کے بیان سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوگئی کہ طریق اطاعت وشکرگذاری حضرت باری میں تعقل بعلل واسباب مذکورہ بالا تعیین آئین خاص فقط جانب شارع سے مناسب بلکہ واجب تھا اور بدون تعیین آئین خاص حضرت شارع کے تو کسی طور سے بھی سر سرانجام اس مرام کا ممکن ومتصور نہو سکتا پس بیان وجوہ مذکورہ سے ضرورت ان اعمال خاصہ مقرر من عند الشارع کی بخوبی ثابت ہوگئی اگر اسجگہ کوئی شخص یہ سوال کرے کہ حضرت شارع نے اس قسم کے اعمال خاص واسطے عبادت کے کیوں مقرر فرمائے جنکا بجالانا اکثر عوام پر دشوار ہوا اور ایک عالم فقط بوجہ عدم اتیان کے سبب سے بند معاصی میں گرفتار رہا جواب اسکا یہ کہ اصل مقتضائے حکم عقلی سے تو ادائے شکر واطاعت محسن بقدر مرتبہ وشان واندازہ انعام واحسان محسن کے چاہیے چونکہ مرتبہ احسان حضرت ملک منان حدود کی عقول وافہام سے بھی زیادہ ہے اسلیے مالک الملک

محسن کی شکر و اطاعت کے واسطے دستور و آئین بذل جہد جسقدر ضعف واز یاد مقرر کیا جاتا درحقیقت کم تھا پس ایسے موقع ضرورت کثیر مین اس قدر اعمال وافعال قلیل و یسیر پر اعتراض و استعجاب کرنا نہایت عجیب ہی اس قسم کا اعتراض درحقیقت لازم و مناسب کب ہی ان اسباب کی وجہ البتہ یوجھنی چاہیے کہ ہرگاہ انتہائے درجہ قوت و مشقت انسان کو بھی بمقابلہ ادائے حق شکر ادنی نعمت خداوند معطی بحق مفیض مطلق کے نسبت متناہی وغیر متناہی کی ثابت ہی تو ادا ہونا شکر نعمت خداوند کا تو بندۂ ضعیف و نحیف سے کسی صورت سے بھی ممکن و متصور نتھا پس ایسے محل ناممکن الحصول مین اسقدر اعمال وافعال قلیل و یسیر کو بھی کس واسطے مقرر کیا درصورت عدم امکان ادا لازم یہ تھا کہ اس قدر اعمال وافعال کو بھی حضرت شارع مقرر نفرماتا اکتفا فرمانا اس قدر اعمال قلیل و یسیر پر ایسے محل ضرورت کثیر مین مصداق اس مثال کا ہوا کہ جس طرح کسی بادشاہ کے کئی لاکھ روپیہ رعیت کے ذمے پر واجب الادا ہون اور وہ بادشاہ بنظر بے استطاعتی اور ضعف حال رعیت کے اون کئی لاکھ روپیون کی عوض مین سو پچاس دس بیس روپیہ پر فیصلہ چاہے ایسا فیصلہ کوئی عاقل بھی تجویز نکریگا بلکہ اوس بادشاہ کو ایسی حالت مین لازم یہی ہی کہ ایسے مطالبۂ کثیر کی عوض مین اسقدر رقم خفیف پر ہرگز فیصلہ نکرے اگر عفو کر دینا منظور ہی تو اوس تمام رقم کو عفو کر دے رہا طلب یا قبول فرمانا کسیقدر نذر کا اوس رعیت سے واسطے تحقق و ثبوت مرتبہ اطاعت و انقیاد رعیت مذکور کے اوسکے واسطے ایک روپیہ دو روپیہ یا خفیف سا کوئی ہدیہ روپیہ دو روپیہ کی

قیمت کا حضور بادشاہ مین گذرنا اور قبول ہونا بس ہی زیادہ طلب کرنا
سب بے فائدہ ایک ہوس ہی لیس اب اس امر کی وجہ بھی سن لینا چاہیے کہ آیا
حضرت شارع نے تعیین آئین شکر واطاعت مین اس مرتبہ معینہ سے بھی
زیادہ تر اضعف واخص مرتبہ یعنی صرف دلالت شکر واطاعت کے واسطے
کوئی کام برائے نام کس واسطے تجویز نہین فرمایا اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ اگر واسطے
شکر واطاعت کے کوئی نہایت خفیف کام صرف برائے نام پر اکتفا کیا جاتا
تو ایسا اکتفا بھی سراسر خلاف عقل ہی ہوتا کس واسطے کہ جس طرح کسی ایسی
رعیت سے جسپر ہزارون لاکھون روپیہ بابت خراج کے باقی رہ گئے ہون سو
پچاس روپیہ کے فیصلے پر راضی ہو جانا خلاف عقل ہی اسیطرح یہ بات بھی خلاف عقل ہی
کہ بادشاہ عظیم القدر کسی ایسی چیز بے حقیقت کے پیش کر دینے پر جو کہ نہ لائق
شان بادشاہ کے ہو نہ لائق مرتبہ ولیاقت اوس رعیت کے مسرور و
مفتخر ہو جاے صرف اوس بے حقیقت چیز کو دلیل اپنے کمال حکومت اور
قبول امر کی ٹھہرائے بلکہ شایان شان حضرت بادشاہ یہ ہی کہ جو رعیت نہایت
درجہ ضعیف ونادار نحیف وزار ہی اوس سے قدر قلیل کا قبول کرنا بھی کسیطرح
جائز نہ رکھے بلکہ خود اوسکی اعانت اپنی ہی طرف سے فرمائے اور جو رعیت صاحب
قوت ومقدرت ہی اوس سے جب کبھی کچھ نذرانہ واسطے تحقق وثبوت مرتبہ
اطاعت وفرمان برداری کے طلب یا قبول فرمائے تو اوس طلب وقبول مین
اتنی بات کو ضرور ملحوظ رکھے کہ اگر مقدار نذر وخراج اوسکی شایان شان حضرت
بادشاہ نہو تو شایان شان نذر وخراج گذار تو ضرور ہونا چاہیے ورنہ اوس نذر وخراج

ہین اور امین صدقات وعطیات ہین جوکہ اکثر اوقات فقرا ومحتاجین وسائلین کو واسطے ٹالنے غل شور اور طلب وتقاضا اون لوگون کے دیے جایا کرتے ہین کچھ فرق نہوگا الحق نذر خواہ ہدیہ انداز اوسکا احد الطرفین کی قدر مقدرت اور شایان شان کے موافق ہونا چاہیے پس اگر موافق مرتبہ کسی ایک جانب کے بھی نہو تو ایسی نذر و ادا کو تمسخر محض سمجھنا چاہیے ہان جو رعیت کہ لاکھو روپیہ باقی اوسپر رہگئے اور اصلا طاقت اوس مقدار کے ادا کی وہ نرکھتا ہو بعوض لکوک روپیہ کے ہزار پانسو سو دو سو پر فیصلہ کرنا اوس سے البتہ خلاف عقل ہی اور فی الواقع وہ تمام مقدار اوسکو عفو کر دینا چاہیے لیکن یہ بات بھی کسی طرح مناسب نہین ہی کہ بعد چھوڑ دینے تمام مقدار زر کثیر کے آیندہ کے واسطے ایک ایسی مقدار بے حقیقت خلاف شایان شان پر فیصلہ کیا جاے کہ جس سے خود اوس رعیت کو بھی ہنسی آئے اور کوئی شان بھی ثبوت حکومت خواہ اطاعت کی بنا پائی جاے ہان جو شخص رعایا سے بالکل نادار اور ضعیف و زار ہی اوس سے کچھ بھی نہ لینا اور بالکل حق خراج وغیرہ کو معاف کر دینا البتہ اقتضاے لطف وکرم ہی حضرت شہنشاہ دو جہان خداوند خلاق کون ومکان نے اسی آیین عقل وانصاف کے ساتھ اپنے بندون کو مامور بطاعت وانقیاد فرمایا ہی یعنے بندگان محض ناتوان گرفتار علل وامراض کو تو اکثر تکالیف سے معاف کیا ہی رہے بندگان صحیح وتندرست صاحب طاقت اونکے حق مین بھی حکم طاعت باندازہ قوت واستطاعت ہی دیا ہی جو تکلیف کہ شایان طاقت ولیاقت نہو سکو بھی

نہین دی گئی بلکہ طاقت ولیاقت توانکی اس مقدار تکلیف سے بمراتب
زائد تھی لیکن نظر انکی کم ہمتی پر فرماکر قدر طاقت ولیاقت سے بھی کمتر مرتبہ
پر اکتفا اسکے واسطے کی گئی کسی کار مشکل زائد از حوصلہ ہمت کی بھی درحقیقت
تکلیف انکو نہین دی گئی لہذا تمام اس تمام بحث وکلام سے کہ وجوہ عقلیہ تعیین و
اختصاص صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ احکام خاصہ مین تشین کو بھی معلوم کرنا چاہیے واضح ہو
کہ بادشاہان عالیشان کے جو کار وخدمات متعلق ساتھ غلامون اور ملازمان
کے ہوا کرتے ہین اون کامون اور خدمتون کی بہت سی قسمین ہین مثلاً
بعض نوکرون کو کام پہرہ چوکی ایوانات وکارخانجات شاہی کا بعض کو حراست
شہر واضلاع کا بعض کو خدمت تحصیل محاصل ملک بعض کو سر انجام مہمات
جنگ اسیطرح ہر صنف ملازمین کے واسطے انواع واقسام خدمات جدا جدا حسب
لیاقت ہر واحد کے مقرر ہوا کرتی ہین اور بعض ملازمین شاہی اس قسم کے
بھی ہوتے ہین کہ سوا خدمت عرض سلام اور حاضری روزمرہ دربار شاہی کے
اور کسی کار وخدمت کا تعلق اونکے ساتھ نہین ہوتا پس چونکہ حضرت سلطان
حقیقی کی سرکار مین اور کسی کار وخدمت پہرہ چوکی وغیرہ کی تو احتیاج طرف
بندون کے تھی نہین لہذا صرف سلامی اور درباری ہونیکا حکم اور فرمان انکو
دیا گیا تا حق واجب الادا سے اطاعت وانقیاد اور تعظیم وتکریم مالک سلطان
حقیقی کو شعار اہل دربار ہر روز اوقات مقررہ پر بجا لایا کرین اور چونکہ وقت حضوری
دربار شاہی کے آداب بجا لانا اور زمین خدمت پر ناصیہ سائی کرنا اور واسطے
سلام اور تعظیم کے جھکنا اور دست بستہ ہونا اور کلمات مدح وثنا اور کمال تعظیم

وتکریم کے عرض کرنا اور اپنی غایت مذلت وانکسار کا اظہار کرنا اور حاجات ومطالب ضروری کی بکمال ادب وعجز والحاح معرض عرض والتماس مین پہونچانا اسی قسم کے تمام امور لازم وضرور ہوا کرتے ہین لہذا جو خدمت نماز پنجگانہ بطور شعار اہل دربار انکے واسطے قرار دی گئی ہے پیشتر کذائی اوس خدمت کی سراسر مشتمل اوپر اسی قسم حرکات وسکنات اور اقوال وافعال کے کی گئی ہے اسلئے نماز مجموعۂ جامعہ ہے واسطے جملہ اقوال وافعال تعظیم وتکریم اور مدح وسپاس اور اظہار جملہ مراتب عجز وانکسار کے لیکن یہ خدمت صرف خدمت حاضری وتسلیم مقرری روزمرہ کی ہے اور چونکہ ملازمان سلاطین کو بعض اوقات ضرورات خاصہ پر انداز مقرر روزمرہ سے زیادہ تر بھی ضرورت پیا کری اور حاضر باشی کے لاحق ہوجایا کرتی ہے یہان تک کہ بعض کارہاے اہم ضروری ایسے پیش آجایا کرتے ہین کہ جنکے اہتمام اور سرانجام مین کمال مصروفیت وسرگرمی کے سبب سے اپنی خورونوش کی خبر بھی ملازمان نمک حلال کو نہین رہتی اور ایک ایک دو دو وقت برابر کھانا کھانے کا اتفاق نہین ہوتا لیں اگرچہ سرکار حضرت سلطان السلاطین اس قسم احتیاج کاروخدمت سے بے نیاز ہے لیکن چونکہ کمال سرگرمی ملازمان سلطنت سلاطین ظاہری ایسے اوقات خاصہ ضرورت مین محک امتحان خلوص عقیدت وانقیاد واسطے ملازمان راسخ الاعتقاد کے ہوا کرتی ہے علی الخصوص اوس قسم ملازمین خاص کے واسطے جوکہ سوا خدمت سلام اور حاضری دربار کے اور کوئی کار محنت ومشقت متعلق ساتھ اونکے رہتا ہی نہو اوس قسم خاص ملازمین کا امتحان تو ایسی ہی خدمات ضرورت کے لحوق پر منحصر ہوا کرتا ہے لہذا حسب مصلحت اس قاعدۂ سلطنت

کے حضرت سلطان حقیقی نے صرف واسطے امتحان مزید عبودیت وانقیاد کا فہمائ
کے تمام سال مین کچھ ایام ازدیاد حاضرباشی اور کاروخدمت کے لیے بھی مقرر فرمائے
جن ایام مین صرف ایک وقت کھانے پر اکتفا کرنیکا حکم انکو فرمایا اور اکثر اوقات ان
ایام مین سرگرم طاعت وحاضرباشی دربار ملک جلیل جبار رہنے کیواسطے فرمان
آیا یعنی حکم ہوا کہ جس طرح ملازمان سلاطین ظاہر بعض اوقات ضرورت مین کھانے
پینے اور خواب راحت کرنے سے بھی بے پروا ہوکر شب وروز یا اکثر اوقات
سرگرم بجا آوری حکم وفرمان سلطان ہاکرتے ہین اسیطرح تم بھی ان ایام خاصہ مین
اکثر اوقات سرگرم طاعت رہو کھانا بھی صرف ایک ہی وقت کھاؤ سونے مین بھی
زیادہ تر اوقات نگماؤ تا ہر سال امتحان تمھاری عبودیت وانقیاد کا ہوتا رہے پس
یہ حقیقت ہے صیام وقیام ماہ مبارک رمضان کی باقی رہے احکام حج وزکوۃ اب ان
دونونکی حقیقت کو بھی معلوم کرنا چاہیے تقرر زکوۃ کی وجہ تو بہت ظاہر ہے کسواسطے کہ
رعایا وملازمین پر کسیقدر ٹکس اور خراج کا مقرر ہونا بھی لوازم آئین حکومت وسلطنت سے
ہے غرض اس ٹکس وخراج کے وصول سے یہ ہوتی ہے تا جسطرح امتحان انکی اطاعت وانقیاد
کا خدمات بدنی مین ہوا کرتا ہے اسیطرح امتحان انکی خدمت مالی کا بھی ہوتا رہے اور
یہ زرٹکس تھوڑا تھوڑا سب سے وصول ہوکر ایک خزانہ خطیر واسطے مصارف مہمات
سلطنت اور جیوش سلطانی کے جمع ہو جاے اور واسطے حاجت روائی فقرا ومحتاجین
ملک کے بھی کام آوے الحاصل گو کارخانہ سلطنت حضرت سلطان السلاطین کا
مثل کارخانہ سلطنت سلاطین ظاہر کے محتاج استعانت طرف مال وزر بندگان سے اصلا
احتیاج کے نہین ہے رکھتا لیکن تقرر زکوۃ کا واسطے بندگان اہل مقدرت کے تنفیذ ہوا

مالی اور کبھی بنظر رفاہ و فلاح اور تمام بندگان اہل حاجت کے اور بصرف ضروریات
جیوش اسلام کے عین صواب اور متضمن مصالح جید و حساب ہے بعد معلوم
کرنے وجہ خفیہ تقرر زکوٰۃ کے فرضیت حج کی وجہ کو بھی معلوم کرنا چاہیے ایک
قاعدہ مقرر سلطنتوں کا یہ ہے کہ بعض مہمات و کارہاے ضروری کے سرانجام کے
واسطے یا صرف تعمیل حکم و رضا جوئی بادشاہ کی نظر سے ضرورت اختیار سفر دور
و دراز امصار و دیار اور ترک عیش وطن اور لطف معیت خویش و تبار کے بھی
احیاناً ملازمین کو ہوتی ہے علاوہ اسکے ملازمین و رعایاے اضلاع و اقطاع کے
واسطے جو کہ محل دار السلطنت سے مسافات بعیدہ پر رہا کرتے ہین کبھی تقریب
جشن یا بموقع ضرورت خاص مین اضلاع منفصلات سے در دولت اور
آستانہ سلطنت پر حاضر ہونیکا حکم بھی کبھی ہوا کرتا ہے لیکن یہ امتحان اختیار سفر
اور قطع مسافات بحر و بر کا امتحانات مذکورہ بالا سے فائق تر تھا اور ظاہر کرنا مرتبہ
کمال عبودیت بندگان طاعت کوش کا تمام ملک و ملکوت پر مد نظر تھا لہذا
تمام عمر مین ایک مرتبہ فرمان سفر حج بھی انکو دیا گیا ہے لیکن کمال رحمت سے یہ حکم
مشروط ساتھہ استطاعت ہی کے کیا گیا ہے تتمہ کلام اور خلاصہ مرام یہ کہ چونکہ طبیعت
بشر کی پابند امور عادیہ پیدا کی گئی ہے مراسم و عادات کو طبع بشری مین دخل تمام
اور اثر بالا کلام ہوا کرتا ہے لہذا بر وفق فہم و اقتضاے عقول عادیہ خلایق کے ابتداً
آئین عبادت کا اوپر طرز و روش انھین مراسم خاصہ فرمانبرداری اور طریق
جاری کے مناسب سمجھا گیا سبحان اللہ سلسلہ سخن کہان سے کہان تک پہنچا
اور جادۂ اصل بیان کس قدر دور رہگیا اب پھر رجوع اصل کلام اور ختام مرام

کی طرف کیا جاتا ہے۔ غرض حیلے حوالے نفس امارہ کے طریق سعادت سے انسان کو محروم رکھنے کیواسطے بہت ہوا کرتے ہین چونکہ معاملات اخروی انظار کوتاہ عوام کالانعام مین نہایت بعید بلکہ ابعد واقع ہوے ہین اور نیز وجود ذہنی اور وجود خارجی مین تفاوت زمین و آسمان کا ہوا کرتا ہے لہذا اکثر عوام کالانعام معاملات اخروی کو بعید ابعد سمجھکر اور نیز تنعیمات و تعذیبات اخروی کو بسبب وجود ذہنی ہونے کے غیر معتدبہ لاشی محض جانکر فکر وخیال امور آخرت کا اور اہتمام والتزام احکام دین متین کا اصلا نہین رکھتے لیکن جتنا اتنا نہین سمجھتے کہ حیات ولذاے دنیاے دنی محض فانی ہین اگر دو دو لاکھ برس تک بھی حیات دنیا ہوتی توبھی بعد گذرجانے کے ہیچ محض گویا لمحہ ابصر بھی کمتر تھے اور جو چیز کہ باقی ہے اور بالیقین آنے والی ہے وہ کتنی ہی بعید کیون نہو اصلا بعید اوسکو نہین سمجھنا چاہیے اسیواسطے کہا گیا ہے ما ابعد ما فات وما اقرب ما آت یعنی نہایت بعید ہے جو چیز کہ گذری اور نہایت قریب ہے جو چیز کہ آئیگی پس حیات دنیا اول تو نہایت قلیل بلکہ اقل ہی واقع ہوئی ہے لیکن اگر بہت زیادہ بھی ہوتی توبھی فانی ہونے کے سبب سے نہایت قلیل اقل ہیچ محض ہی خیال کیجاتی کسواسطے کہ اگر آدمی ہزارہا سال بھی عیش وزندگانی مین بسر کرے تو ہزارہا سال کے گذرجانے کے بعد وہ تمام عیش وزندگانی ہزارون برس کی ہیچ اور لاشی محض ہی معلوم ہوگی دیکھو ایک روز کی تکلیف بیماری مین انسان تمام عمر کی عیش ومسرت زندگانی کو بھول جایا کرتا ہے اور گمان لم تکن جاتا ہے اور جس وقت زمان تکلیف گذرکر

وقت آسایش وراحت آتا ہی تو آسایش وراحت کے حاصل ہونے کے
ساتھ ہی سالہا سال کی پہلی تکلیف وذلت کو بھی وہ فی الفور ہی بھلا
دیتے ہیں ہرگاہ یہی اور بے حقیقتی حالات گذران جہان کی اس درجہ ثابت ہوئی
تو اقتضاے عقل یہ ہی کہ گو کیسی ہی عمدہ سی عمدہ اور اعلے سی اعلے
راحت وآسایش اس جہان گذران کی کیون نہو بمقابلہ ایک ادنے تکلیف
آخرت کے بھی انسان اوسکو ہیچ محض جانے اور اسیطرح کیسی ہی تکلیف و
ذلت اشد از اشد اس دار ناپایدار کی کیون نہو بمقابلہ ادنے راحت اخروی کے
بھی کچھہ اصلاً حقیقت اوسکی نجانے کیفیت کہ دار آخرت کے تو کیا رنج کیا راحت
دونون باوجود دائمی ابدی ہونے کے اس جہان کے رنج وراحت سے
اسقدر فائق تر واقع ہوے ہین کہ اس جہان کے رنج وراحت کو اوس جہان
کے رنج وراحت کے ساتھہ وہ نسبت بھی نہین ہو سکتی جو نسبت کہ قطرہ کو
دریا کے ساتھہ ہوا کرتی ہی علی ہذا القیاس اوس جہان کی جملہ راحت و رنج
کو بسبب بالفعل وجود ذہنی محض ہونے کے غیر معتد بہ لاشی محض جاننا
یہ بھی عقل عاقبت اندیش سے نہایت ہی بعید ہی اکثر بیوقوف لوگون کا
یہ بھی کلام ہی کہ نصیحت کرنے والیکے جواب مین کہہ اوٹھتے ہین کہ خیر خدا
ہمکو دوزخ مین جلائیگا تو جلانے گا آپ کو اس سے کیا کچھہ آپ کو تو نہین
جلائیگا یا بعضے کہا کرتے ہین کہ دوزخ مین جلینگے تو جلینگے خیر دنیا مین
تو چند روز مزے اوڑالین اور بعض کا یہ قول ہی کہ اب تو آرام سے
گذرتی ہی عاقبت کی خبر خدا جانے ایسے بیہودہ خیالات اور واہی

کلمات صرف دو وجہ سے ہوا کرتے ہین یا عدم اذعان وایقان کے سبب سے لینے یہ کہ جملہ اخبار ومواعید الٰہی کو محض وہم وخیال کا نیا ب الاعتدال گمان کرتے ہین اور ایسے اعتقادات باطل وکلمات ممنوع ناجائز سے اصلاً ہیں پرہیز یا بسبب غفلت وسطحیت چونکہ بالفعل وجود ذہنی راحت ورنج آخرت سے بحیث او ذہنی ہونیکے کچھ اصلاً اثر خارجی اپنے مین نہین پاتے لہذا کچھ بھی خیال مین اوسکو نہین لاتے پس حالت وجود ذہنی مین متاثر نہونے کے سبب سے موثر موجود لوجود خارجی کو ہیچ وپوچ گمان کرنا ورنہ اصلاً اوس سے بڑھکر سخت حماقت کی بات ہے خداوند تعالے ایسے بیہودہ فہم اور خیالات باطل سے جملہ مسلمانون کو محفوظ رکھے **بیان معاصی کبیرہ** ہرگاہ شرح وبیان ہر دو واصداد یعنی اظہار حقیقت ایمان وکفر کا کیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توابع اور لوازم ایمان کے صوم وصلوة حج وزکوة اور دیگر اعمال صالحہ ہین اور توابع اور لوازم کفر کے معاصی ہین اور افعال طالحہ اور ان معاصی اور افعال طالحہ سے بعض افعال کی مضرت دین اور اہل دین کے حق مین نہایت ہی شدید ہے لہذا اون افعال مضر شدیدہ سے بچنے کے واسطے شرع شریعت مین نہایت ہی تاکید اور قدغن مزید ہے پس اس موقع پر بیان کردینا اون معاصی اشد ممنوع کا بھی مناسب معلوم ہوا مخفی ومحتجب نرہے کہ جو معاصی اشد ممنوع کہ مسمے اور معتبر ہین ساتھہ کبائر کے مراد اونسے وہ معاصی ہین جنپر شرع شریف مین اطلاق شرک یا کفر کا آیا ہے یا کسی حد یا وعید شدید کو اونکے واسطے بیان فرمایا ہے یا وہ معاصی ہین کہ مضرت اور قباحت

اونکی مثل مضرت وقباحت گناہ کبیرہ کے یا زیادہ اوس سے ہو یا دلیل قطعی
کے ساتھہ منع اوسکا کیا گیا ہو اور مستلزم ہون واسطے ہتک حرمت دین
متین کے پس جن گناہون مین کوئی امر امور مذکورسے پایا جاوے وہ کبائر
ہین اور سوا اونکے اور سب صغائر اور مراتب کبائر کے باہم متفاوت ہوتے ہین
بعض کبائر نہایت ہی سخت اور بدتر ہین بعض دیگر سے اور گو تعداد کبائر مین
اختلاف ہی لیکن جو تفصیل اونکی بموجب تحقیق اکثر علماے دین متین کے
معلوم ہوئی ہی بیان اوسکا یہ ہی شرک کرنا خون ناحق کرنا نیت اصرار گناہ
پر رکھنا زنا کرنا مرد یا عورت پاکدامن کو تہمت زنا کی لگانا لواطت کرنا اغلام کرنا
ترک جہاد باوجود قدرت اور غلبہ کفار کے کرنا مقابلہ کفار سے جہاد مین بھاگنا
جادو کرنا تصدیق نجومی یا کاہن کی کرنا کسی شخص کا مال ظلما غصب کرنا کسی یتیم کا
مال ناحق کھانا مان باپ کو ناحق رنج دینا اور نافرمانی اونکی کرنا یعنی بشرطیکہ
خوف معصیت خالق باعث اوسکا نہو حرم محترم مین کجروی کرنا کسواسطے کہ وہان
صدور گناہ صغیرہ بھی بحکم کبیرہ ہوا کرتا ہی سود کھانا چوری کرنا شراب پینا جوا کھیلنا
گوشت مردار یا سور کا گوشت کھانا جھوٹ گواہی دینا سچی گواہی کو بے عذر
چھپانا رمضان کا روزہ بلاعذر نرکھنا زکوۃ مال ندینا صحابہ آن حضرت کو گالی دینا
یا اونکی شان مین کوئی نالائق بات کہنا رشوت لینا بادشاہ یا حاکم کے روبرو
چغلی کھانا کسی جاندار چیز کو آگ سے جلانا کیونکہ یہ سزا مخصوص اللہ جلشانہ ہی کے
ساتھہ ہی ظلم کرنا اہل علم وحفاظ قرآن کی اہانت کرنا پیمانہ اور وزن مین خیانت
کرنا نماز کا وقت سے تقدیم وتاخیر کرکے پڑھنا مسلمانون سے ناحق لڑنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا رسول اور قرآن اور شیخونکو
برا کہنا یا اونکے انکار کرنا یا تضحیک ساتھ اونکے کرنا ضروریات دین سے
انکار کرنا صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کو ترک کرنا حج اور روزہ میں فساد ڈلوانا
غیبت کرنا اسراف کرنا قزاقی کرنا زمین میں بیچ مال اور دین کے فساد پیدا کرنا
صغائر پر اصرار کرنا گناہونکی مدد کرنا یا اونکی طرف رغبت دلانا امیر کے ساتھ
گانا رو برو آدمیوں کے حمام میں ستر کھولنا ادائے واجب میں بخل کرنا
خود اپنے نفس کو قتل کرنا یا کسی عضو کو اعضا اپنے سے کاٹنا یہ غیر کے
قتل کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ ہے پیشاب یا منی سے پاکی نکرنا قصد
کے ساتھ انبیا کو ایذا پہنچانا تقدیر کو جھٹلانا اپنے امیر سے عہد شکنی کرنا بزرگون میں
طعن کرنا از راہ تکبر پائجامہ نیچے رکھنا گمراہی کیطرف بلانا طریق بد کے نکالنے
کی طرف توجہ کرنا کسی ہتھیار یا تیز چیز کے ساتھ مسلمان بھائی کیطرف اشارہ
کرنا خوجا بنانا اپنی خواہ کسی دوسرے مسلمان کی داڑھی منڈوانا ناشکری محسن
کی کرنا جاسوسی کرنا نرد کے ساتھ کھیلنا اور اور جتنے حرام کھیل ہیں اونکا
کھیلنا مسلمانون کو کافر کا لقب کہنا بیبیون کے درمیان تقسیم نوبت وغیرہ
میں عدل نکرنا جلق لگانا حائضہ کے ساتھ صحبت کرنا گرانی غلہ سے خوش
ہونا جانور کے ساتھ فعل شنیع کرنا عالم کا اپنے علم پر عمل نکرنا محبت دنیا کرنا
کسی امرد کی طرف بشہوت نظر کرنا گھر میں کسیکے جھانکنا بغیر اذن داخل ہونا
دیوثی و قرمساقی کرنا باوجود قدرت امر بالمعروف نہی عن المنکر کا ترک کرنا
قرآن بعد سیکھنے کے بھلانا عورت کو بلا سبب نافرمانی اپنے شوہر کی کرنا

رحمت خدا سے نا امید ہونا اور اوسکے عذاب سے نڈر ہونا بی بی کے ساتھ ظہار
کرنا ظہار اوسکو کہتے ہین کہ اپنی بی بی کو یا اوسکے اوس عضو کو کہ تشبیہ کیجاتی
ہی کل ساتھ اوس عضو کے یا اوسکے جزو شائع کو ساتھ اوس عضو محرم کے
تشبیہ دے کہ حرام ہی دیکھنا اوسکا مثلا بی بی کو یہ بات کہے کہ تو مجھپر حرام ہی
مانند پیٹھہ یا پیٹ میری مان کے یا مانند ران مان میری کے یا پیٹھہ بہن
میری کے پس اس طرح کے کہنے سے صحبت کرنا اور مساس کرنا ساتھہ
بی بی کے حرام ہوجاتا ہی بیان تک کہ ادا کرے کفارہ کرے پس ظہار کرنا
بھی داخل کبائر ہی واضح ہو کہ یہ سلسلہ تفصیل کبائر کا جو کہ بیان کیا گیا ہی بموجب
تحقیق مولانا جلال الدین دوانی وغیرہ علماء اعلام کے بشمول افادات مولانا
محمد اسحاق مبرور اور مولانا قطب الدین خان مغفور شرح مشکوٰۃ شریف سے
بعینہ نقل لے لیا گیا ہی بعض علما نے بیان تعداد کبائر مین اور بھی بعض بعض
گناہونکو ذکر فرمایا ہی غرض ذکر سلسلہ کبائر کا کتب دینیہ مین اختلاف تعداد
کے ساتھہ کئی طرح پر آیا ہی لیکن جو جو کبائر جن جن علماء محققین دین کی تحقیق
و بیان سے ثابت ہوے ہین گریز و پرہیز واجب جاننا تو اون سبھی سے ارباب
دین کو ضرور چاہیے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ حدیث شریف مین اگر ایک مقام پر
بیان فہرست کبائر کا بطور حصر آگیا ہوتا تو اوس وقت یہ اختلاف شمار و تعداد
کبائر مین درمیان علماے دین متین کے ہرگز واقع نہوتا لیکن چونکہ بیان
کبائر کا احادیث مین بروفق تفاوت مواقع اور سوال سائلین کے جدا جدا
متفرق طور پر واقع ہوا ہی لہذا تحقیق علماے دین متین مین بھی وقوع تفاوت و اختلاف کا فرمایا

بیان عقاید ضروری ایمان مفصل کا

مسلمان کو چاہیے اول اعتقاد لاوے کہ اللہ ایک ہی خالق ہی سارے جہان کا نہ کوئی اوسکا شریک ہی نہ مانند سب سے بے نیاز ہی ہر چیز پر قادر ہی تمام عوارض اور حوادث اور معایب سے پاک ہی اور قیاس و ادراک بشر سے سراسر منزہ ہی سنتا ہی بے واسطہ آلہ سمع کے اور دیکھتا ہی بے واسطہ آلہ بصر کے اور کلام کرتا ہی بے واسطہ آلہ زبان کے حرف اور آواز اوسکے کلام مین نہین ہر ایک کام وہ بے اسباب کے کرسکتا ہی اور کسی معین اور مددگار کا محتاج نہین ہمیشہ ہی اور ہمیشہ رہیگا کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین جو کچھ ہوا اور ہوگا سب جانتا ہی بلکہ سب اوسکی مشیت اور تقدیر سے ہوا ہی اور ہوتا ہی اور اعتقاد لاوے کہ کلام اللہ کا قدیم ہی اوسکی ذات کے ساتھ قایم ہی مخلوق اور حادث نہین ہی اور قرآن مجید کلام اللہ کا ہی نہ یہ الفاظ و خطوط بلکہ یہ جو کچھ ہی اوسکے کلام بے کیف پر دلالت کرتا ہی اور اعتقاد لاوے کہ سب کام بھلے برے بندون کے اوسی نے پیدا کیے ہین البتہ بندے کا سب ان افعال کے ہین پس نیک کامون کے کسب سے وہ راضی ہوتا ہی اور بد کامون کے کسب سے وہ ناراض ہی اور اسی کسب نیک و بد اور رضا ناراضی کے سبب سے نیکی اور بدی کا بدلا ملیگا اور اعتقاد لاوے کہ انبیا علیہم السلام بندے خدا کے ہین اور رسول اوسکے احکام الٰہی بندونکو

پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہین اور معجزے انبیاء کے حق ہین اور دلیل ہین اونپر نبوت کے پہلے نبیونکے ابوالبشر آدم علیہ السلام ہین اور آخر اور خاتم سبکے سید المرسلین حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ اعتقاد لاوے کہ ملائکہ بندگان خدا ہین نور سے پیدا کیے گئے ہین نہ مرد ہین نہ عورت نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین ہردم یاد خداوند کبریا اور بجا آوری احکام ملک علام مین مشغول رہا کرتے ہین ہرگز نافرمانی نہین کرتے گنتی اونکی سوا خدا کے کسیکو معلوم نہین اون سب مین چار فرشتے بہت مقرب ہین ایک حضرت جبرئیل جو خدا کے احکام نبیونکو پہنچاتے ہین دوسرے میکائیل جو خلائق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہین تیسرے عزرائیل جو موت کے وقت بندونکی جان نکالتے ہین چوتھے اسرافیل جو صور منہ مین لیے خدا کے حکم کے منتظر کھڑے ہین قیامت کے روز جسوقت پھونکنے کا حکم ہوگا پھر دیر نہین کرینگے اور اعتقاد لاوے کہ سب کتابین خدا کی جو رسولون پر نازل ہوئین برحق ہین اور وہ ایک سو چار ہین اونمین چار بڑی بڑی کتابین چار رسولون پر نازل ہوئی ہین توریت حضرت موسیٰؑ پر انجیل حضرت عیسیٰؑ پر زبور حضرت داؤدؑ پر اور قرآن مجید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی چھوٹی چھوٹی کتابین اور پیغمبرون پر نازل ہوئی ہین اور قرآن مجید ناسخ سب کتابونکے احکام کا ہے اور اعتقاد لاوے کہ قیامت حق ہے اور علامتین قیامت کی جو بڑی کتابون مین مذکور ہین حق ہین چنانچہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا آسمان

پرسے اوترنا اور دجال اور دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور اور علامات سوا اسکے ہر ایک انمین سے حق ہی اور اعتقاد لاوے کہ بعد حشر کے سب موم من جمال باکمال حضرت حق کا آنکھون سے دیکھین گے لیکن بیجہت اور بے کیف و بے مکان دیکھا جائیگا اور اعتقاد لاوے کہ تمام کفار اور اکثر مسلمان گنہگار کے لیئے اول منزل عذاب کی قبر ہی ہی اور مسلمانان صالح کے لیے قبر ایک محل ہوگا نعمت اور آرام کا لیکن ضغطہ قبر کا یعنی تنگ ہونا اور دبانا اوس کا میت کو مسلمانان صالح کے لیے بھی ثابت ہی اِن دبانا اوسکا مومن صالح کو مثل مادر کے ساتھ معانقہ کرنے مادر شفیق کے ہوگا یعنی جسطرح مادر شفیق مدت دراز کے بعد جسوقت اپنے بیٹے کو پاتی ہی اور لپٹ جاکر بے اختیار اپنی آغوش شفقت مین اوسکو دباتی ہی مومنونکو زمین قبر اسی قسم دبانیکی طرح دبائے گی اور معانقہ کریگی بعد اس ضغطہ کے خداوند کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے ایسی وسعت کشادگی اوسمین پیدا کردے گا کہ جہان تک نگاہ اوسکی جائیگی وسعت و فضا ہی نظر آئیگی پہلی منزل عالم آخرت کی قبر ہی جو کچھ سختی اور آسانی کہ بندہ مستحق اوسکا ہوا کرتا ہی قبر ہی سے شروع ہوجاتی ہی اور اعتقاد لاوے کہ جسوقت آدمی بعد مرنے کے دفن ہوتا ہی تو دو فرشتے اوسکے پاس آتے ہین یعنی منکر و نکیر اور روح مردہ کی اوسکے بدن مین پھر داخل کیجاتی ہی وہ دونو فرشتے اوسوقت توحید و رسالت سے سوال کرتے ہین یعنے کہتے ہین کہ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ پس اگر مردہ

مسلمان ہوتا ہی تو جواب صحیح دیتا ہی اوسوقت اوسکو راحت ورحمت پہنچاتے
ہین اور نعوذ باللہ منہا اگر کافر ہوتا ہی تو جواب باصواب نہین دیسکتا اوسوقت
عذاب سخت اوسپر کرتے ہین اور اعتقاد لاوے کہ قیامت کے روز سب مردے
زندہ ہون گے اور ہر شخص کے ہاتھہ مین نامۂ اعمال دیا جائیگا نیکونکے
سیدہے ہاتھہ مین روبرو سے اور بدون کے بائین ہاتھہ مین پیٹھہ کے پیچھے
سے اور نیک اور بد کامون کا سوال کیا جائیگا اور میزان کھڑی ہوگی
بندون کے اعمال کے وزن کے لیے اور دوزخ کے اوپر پل صراط
قایم ہوگا بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اوسپر سب گذرینگے
نیکبخت بجلی یا تیز گھوڑے کے مانند گذر جائین گے اور گنہگار لڑکھڑاتے
لنگڑاتے بدقت واشکال گذر کرین گے اور کفار اشرار پھسل پھسل کر دوزخ
مین گرین گے نعوذ باللہ منہا اور اعتقاد لاوے کہ حوض کوثر حق ہی پانی اوسکا
شہد سے زیادہ میٹھا اور دودہ سے زیادہ سفید ہوگا کوزے اوسکے اوپر آسمان
کے ستارون کی طرح بیحد وشمار ہون گے ہمارے حضرت خاتم الانبیا شفیع
روز جزا وہان تشریف رکھکر اہل جنت کو پانی پلائین گے جو کوئی پیئے گا پھر کبھی
پیاسا نہوگا اور اعتقاد لاوے کہ خداوند تعالی نے بندونکی جزا اور سزا کے
لیے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا ہی بہشت مین سب طرح کی نعمتین اور آرام
موجود ہین کھانیکو میوے اور عمدہ عمدہ اقسام لحم اور پینے کو شراب طہور خدمت
کو حورین اور غلمان رہنے کو چاندی سونے کے اور جواہرات کے عمدہ عمدہ
مکان اور سب نعمتون سے بڑھکر دیدار خدا کا ہوگا جو کہ بہشت مین مسلمانون کو

نصیب ہوگا اور دوزخ ہر طرح کے عذابون اور تکالیف سے بھرا ہوا ہی سانپ بچھو
طوق زنجیرین رہنے کو آگ کے مکان نہایت بدبو اور تنگ اور اور بہت
سے عذاب ہین جنکے تصور سے دل وجان انسان لرزتے ہین اللہ تعالی
اون سب عذابون سے بچائے اور سب مسلمانون کو ایمان کے ساتھ اوٹھائے
بہشت اور دوزخ کو اور ان دونو مکان کے رہنے والونکو فنا نہوگی اور
اعتقاد لاوے کہ اللہ سبحانہ وتعالی شرک کرنیوالیکو نہین بخشے گا اور سوا
اسکے جس گناہ صغیرہ اور کبیرہ کو چاہیگا بخشدیگا اور جسپر چاہے گا مواخذہ
کریگا اور اعتقاد لاوے کہ کافر ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور مسلمان
گنہگار موافق سزا کے دوزخ مین رہکر آخر نجات پائین گے اور بہشت
مین جائین گے اور پھر ہمیشہ بہشت ہی مین رہین گے اور اعتقاد لاوے
کہ انبیا اور اولیا اور صلحا قیامت کے دن گنہگار مسلمانون کی شفاعت
کرین گے اور اللہ تعالے اپنے فضل عمیم سے اونکی شفاعت کو قبول فرمائیگا
اور اعتقاد لاوے کہ افضل آدمیون کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ابوبکر صدیق ہین پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی مرتضی رضی اللہ
عنہم اجمعین اور خلافت ان حضرات کی اسی ترتیب سے ہی اور اعتقاد لاوے
کہ جن جن اشخاص کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت جنتی
ہونیکی دی ہی وہ یقیناً جنتی ہین جس طرح عشرہ مبشرہ یعنی خلفای اربعہ اور
طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن
زید اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم یا حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا

رضی اللہ عنہا اور حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اور اعتقاد
لاوے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب ہادی اور مہتدی ہین
اونکی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی اور اونکی عداوت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ عداوت اعاذنا اللہ تعالی منہا اور اعتقاد لاوے
کہ کرامات اولیا کی حق ہین اور یہ ایسے ہین جس طرح نبی سے معجزے بلکہ
کرامت ہر ولی کی درحقیقت معجزہ ہی واسطے اوس نبی کے جسکی امت مین
یہ ولی صاحب کرامت داخل و شامل ہو کس واسطے کہ اولیا پیرو انبیا
کے ہین پس جو کرامت جس ولی سے ظاہر ہوتی ہی فیض اتباع نبی ہی کے
سبب سے ظاہر ہوتی ہی کرامت ہو یا معجزہ مراد دونو سے امر خارق عادت
ہی یعنی جو امر کہ خلاف اسباب و عادات اور انتظام مقرر جہان کے خواہش
و استدعای نبی یا ولی کے سبب سے ظاہر ہوا و عقل اوسکے وقوع مین
عاجز و حیران ہے پس وہی امر خارق عادت جس وقت ظاہر ہوتا ہی نبی
سے معجزہ کہلاتا ہی اور جس وقت ظاہر ہوتا ہی ولی سے اطلاق کرامت کا
اوسپر آتا ہی غرض ایسے امور خارق عادت کے ظہور مین اولیا بھی انبیا
علیہم السلام کے ساتھہ شریک طفیلی انکے ہین مگر کوئی ولی نبی کے درجہ
کو نہین پہنچتا ہر مسلمان پہ لازم ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل
بیت اطہار اور ازواج مطہرات اور اصحاب کبار کے ساتھہ محبت اور
اعتقاد نیک رکھے اور تمام امت مین اونکو بہتر اور افضل جانے اور نہایت
تعظیم اونکی کرے جب کسی کا نام اونمین سے سنے تو رضی اللہ عنہ کہے

قرآن شریف مین اون سب حضرات کی بڑی تعریف ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خوبیان اونکی نہایت ہی بیان فرمائی ہین بتایا اونکا جنتی ہی اور دشمن اونکا دوزخی سب حضرات سے علی حسب مدارج حسن اعتقاد رکھنا ضرور ہی غرض ہر مرد دیندار کو لازم ہی کہ ان تمام اعتقادات مذکورہ بالا کی تحصیل اور مرتبہ ایمان کی تکمیل کے بعد؛ وضو نماز وغیرہ احکام دین متین کے مسائل کو سیکھے اور ادا کرے طاعات اور احتراز معاصی و سئیات مین بدل وجان کوشان رہے علی الخصوص التزام اور محافظت نماز ہاے پنجگانہ کو جملہ عبادات کا راس ضروری پر اہم اور مقدم تر جانے کسواسطے کہ روز محشر کہ جانگداز بود

اولین پرسش از نماز بود

بیان باقی تمام شعبہ ہاے ایمان کا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ روایت ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان کی بہت سی شاخین ہین یعنے ستر سے بھی زیادہ افضل اون سب شاخون مین کہنا لا الہ الا اللہ کا ہی اور اعتقاد کرنا اسپر اور کمتر اونمین سے دور کرنا ایذا کی چیز کا ہی راہ سے اور حیا کرنی صدور گناہ سے بڑی شاخ ہی ایمان کی معنی نہ ہے کہ ایمان مثل ایک درخت عظیم کے ہی جس درخت کیواسطے

بہت سی شاخین ہین اور جس طرح درخت کی شاخین دو قسم پر ہوا کرتی ہین
ایک تو وہ شاخین ہین کہ سر تنہ درخت سے بہت بڑی بڑی نکلکر ادہر ادہر
پھیلتی ہین ہر ایک ان مین سے بہت بڑی اور مضبوط بجاے ایک درخت
متوسط یا درخت خرد کے بمقابلہ درخت عظیم کلان کے ہوا کرتی ہی اور تمام
درخت گویا انھین شاخہاے کلان سے مراد ہوتا ہی قسم دوم شاخہاے
خرد یعنے وہ شاخین کہ ان شاخہاے کلان سے پیدا ہوتی ہین لیکن چونکہ
کہ جملہ شاخین خرد و کلان اوس سے نکلتی ہین وہ بھی دراصل ایک شاخ ہی
ہوتی ہی کہ اول زمین سے نکلتے ہی پھر وہ شاخ موٹی اور استوار ہو کر ایک
ستون عظیم کی صورت بنجایا کرتی ہی پس اول شاخ ایمان جسکو تنہ درخت
ایمان کہنا چاہیے توحید ہی پھر اس شاخ سے جو بہت بڑی بڑی اصل
شاخین پیدا ہوتی ہین وہ شاخہاے کلان عقائد تفصیلی مذکورۂ بالا ہین اور
بعد ان شاخہاے کلان کے اور بہت سی شاخین بڑی چھوٹی متفاوت
مرتبون کی ہین یہان تک کہ اصغر ترین شاخہاے درخت ایمان کیا ہی
دور کرنا خار و سنگ وغیرہ چیزہاے ایذا رسان کا راہ سے غرض ایمان
حاوی ہی واسطے جملہ اقسام نکوئی کے یہان تک کہ ادنی ادنی نکوئیون
کو بھی شعبۂ ایمان سے سمجھنا چاہیے پس کمال حقیت و حسن و خوبی دین
متین حضرت سید المرسلین کو اس جگہ سے دریافت کرنا لازم ہی سبحان اللہ
وبحمدہ حسن دین متین کی ابتدا اور اول بسم اللہ کیا ہی پہچاننا اپنے خالق
و مالک کا ساتھہ جملہ خوبیون اور صفات کمالات کے اور برے جاننا اوسکا

جملہ عیوب و نقصانات سے اور ملحوظ رکھنا غایت محبت و اعتقاد و انقیاد کا
ساتھ اوسکے اور انتہا اور تتمہ ماتخیر اوسکے واسطے کیا ہو لازم پکڑنا ادنی ادنی
نیکیون کا یہان تک کہ رستون سے کانٹے یا پتھر وغیرہ اشیای تکلیف رسان
خلق کا دور کرنا بھی شعب ایمان سے شمار کیا گیا ہو پس ایسے دین متین کی
حقیت اور کمال خوبی مین کس عاقل کو محل بحث و کلام ہوسکتا ہو اگر باوجود
ایسی بدیہی خوبیون کے بھی منکرین اسکی حقیت کی شناخت سے محروم اور
معذور ہین اور براد سکو کہین تو اس قطعہ اوستاد کو اون کوتہ نظرون کے حسب
خیال کرنا چاہیے قطعہ گر نبیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ راست خواہی ہزار چشم چنان کور بہتر
کہ آفتاب سیاہ پس ہرگاہ معلوم کیا کہ ایمان کے واسطے بہت سے شعبے ہین اور بڑے بڑے
شعبے جو ایمان کے ہین یعنی عقائد حقہ ضروریہ اونکی تفصیل کو بھی بیان ماسبق
سے معلوم کیا تو اب شعبہ ہاے متوسط و صغیر و اصغر کی تفصیل کو بھی بموجب
کتب احادیث کے سن لینا چاہیے واضح ہو کہ باقی شعب ایمان اور سے وارثان
فیض بنیاد حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ ہین کمال درجے کی
محبت ساتھ خداے جل و علی اور رسول مقبول ع کے حاصل کرنا اور غایت
تعظیم ساتھ آنحضرت کے بعد تعظیم جناب اقدس الہی کے ملحوظ رکھنا اور اکثر
اوقات درود حضرت پر بھیجنا علی الخصوص اوس وقت کہ ذکر نام پاک ان حضرت
کا آجاے اور عمل کرنا حضرت ساحب کے طریق پر اور رواج دینا اوس طریق انیق کا
محبت ساتھ خدا اور رسول کے ایسی چاہیے کہ تمام جہان کی محبت سے محبت
خدا و رسول کی غالب رہے اور خالص کرنا جملہ اعمال و اقوال کا واسطے خدا کے

یعنی سوا رضاے خدا کے اور کچھ مقصود ان اعمال و افعال سے نہو اور بہت
خوف کرنا خدا سے اور بھی نہایت امید رکھنا خدا سے یعنی جملہ خطیات صغیرہ
وکبیرہ مین عذاب خداوندی سے ڈرنا ہے اور اعمال صالح مین اوس سے امید
فضل رکھے یا قطع نظر اعمال صالح اور افعال طالح کے اوسکے قہر سے ہر وقت
ڈرتا رہے اور اوسکی رحمت سے ہر دم امید رکھے اور توبہ کرنا گناہون سے
توبہ کرنا گناہ سے بمجرد صدور گناہ کے فرض ہے اور شکر کرنا نعماے خدا یعنی
ہر ایک نعمت پر شکر بجالانا بھی ضرور بلکہ از جملہ اہم امور سمجھنا چاہیے پس اگر اللہ
جلشانہ نے اولاد عنایت کی تو عقیقہ کرے اور نعمت نکاح عنایت ہووے
تو ولیمہ کرے اگر ختم قران کرے تو اوسکی خوشی کرے اگر مال و دولت پاوے
تو زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر اور قربانی وغیرہ دیکر اوسکا شکر بجالاوے اور محتاج
عزیزون اور قریبون کو دے اور یتیمون اور اور مسکینون کی بھی خبر لے اور
وفا کرنا عہدون اور پیمانون کا اور صبر کرنا مصیبتون پر اور مشقت کرنا طاعتون
پر اور صبر کرنا معصیتون سے یعنے باز رہنا اوسے راضی ہونا تقدیر پر توکل کرنا
خدا پر شفقت کرنی چھوٹون پر تعظیم کرنی بڑون کی اور تواضع کرنا اور چھوڑنا کبر کا
اور عجب کا اور حسد کا اور کینہ کا اور غضب کا کہنا کلمہ توحید کا اور پڑھنا
قران شریف کا اور سیکھنا اور سکھانا علم کا اور دعا مانگنی خدا سے اور ذکر خدا
کرنا اور استغفار گناہون سے کرنا اور بچنا بیہودہ امور سے اور لغویات سے
پاک کرنا اپنے تئین نجاسات ظاہری و باطنی سے پڑھنا نماز کا فرض ہو یا نفل
ڈھانکنا ستر کا دینا صدقہ کا فرض ہو یا نفل آزاد کرنا بردون کا سخاوت کرنا اگر

کھلانا اور مہمانی کرنا اور روزہ رکھنا فرض ہو یا نفل اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج کرنا اور عمرہ کرنا اور طواف کرنا اور ہجرت کرنا دارالحرب سے بلکہ مطلق اوس ملک سے جہاں کہین رواج فسق و فجور اور بدعات کا ہو اور بچانا اپنے دین کو بری باتون سے ادا کرنا خدا کی نذرون کا اور کفارون کا اور بچنا حرام سے بسبب نکاح کے خبر گیری کرنا حقوق اہل و عیال کی فرمانبرداری کرنا مان باپ کی اور سلوک کرنا ساتھ اون کے خدمت مالی و بدنی دونون سے تربیت کرنا اولاد کا سلوک کرنا ساتھ قرابت دارون کے فرمان برداری کرنی آقا کی اور سردار مسلمان کی بشرطیکہ خلاف شرع نکے نرمی کرنا ساتھ خدام اور لونڈی غلام کے انصاف کرنا حالت حکومت مین اور متابعت کرنی جماعت کی قتل کرنا باغیون اور مرتدون کا مدد کرنا نیکی پر امر کرنا ساتھ نیکی کے منع کرنا بری چیز سے قائم کرنا حدون کا جہاد کرنا کفار و اہل حرب سے اور مبتدعین سے ساتھ ہتھیار اور زبان کے محافظت کرنا سرحد اسلام کا دشمنون سے ادا کرنا امانت کرنا اور دینا پانچوین حصے کا غنیمت سے ادا کرنا قرض کا موافق وعدہ کے ادا کرنا حق ہمسایہ کا۔ حسن معاملت کرنا ساتھ لوگون کے کمانا اور حاصل کرنا مال کا وجہ حلال سے خرچ کرنا مال کا اچھی جگہ ترک کرنا اسراف کا یعنی بیجا صرف نکرنا سلام کرنا جواب سلام دینا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کے ساتھ جواب دینا احتراز کرنا لہو و لعب سے اور ایذا نہ دینا بندگان خدا کا دور کرنا موذیات کا راہ سے یہ تفصیل شعبہ ہائے ایمان کی کتاب مظاہر الحق سے نقل کی گئی

صاحب مظاہر الحق نے کتاب نقایہ مصنف سیوطی سے گویا تفصیل اجمالی
کرکے اسکو نقل کیا ہے نقایہ مین اور بھی زیادہ تر تفصیل اسکی مذکور ہے غرض
ایمان کامل حاصل کرنا اور مومن کامل بننا گویا عبارت ہے تحصیل مرتبہ جامعیت
جملہ صفات اور بریت جملہ عیوب و نقصانات سے بقدر طاقت و لیاقت بشری
کے اسیواسطے مظہر کامل ذات و صفات حضرت خالق کائنات سوا مومن
کامل کے اور کوئی نہین ہے الحق جو تفصیل شعبہ ہاے دین متین کی بیان کیگئی
اسمین چند اعمال خاصہ مثل حج و عمرہ و تلاش شب قدر وغیرہ البتہ ایسے ہین
جنکے حسن و خوبی پر منکرین دین کو اطلاع نہین ہے باقی اور تمام اقسام شعبہ ہاے
دین متین کے کمال خوبی مین کسی منکر کو گنجایش بحث و کلام ہے سچ تو یہ ہے
کہ تمام شعبہ ہاے دین متین ایسے حصر و احصای کامل کے ساتھہ ملحوظ کیے
گئے ہین کہ کوئی منکر غیر مکابر یہ بات نہین کہہ سکتا کہ دین اسلام جامع جملہ اقسام
صفات و کمالات لازمہ ضروریہ نہین ہے سوال اس سے پہلے تو کمال سہولت
اعمال و افعال خاصہ دین متین کو بہت زور شور سے بیان کیا تھا اور کہا تھا
کہ اعمال دین کچھہ مجاہدات سخت نہین ہین اب بیان شعبہ ہاے دین مین
اس درجہ کثرت اعمال و اشتغال اور دقت و اشکال ظاہر ہوے پس یہ دونون
بیان آپسمین متعارض ہین جواب دین کے واسطے درجات اور مراتب
ہین اور مرتبہ کامل دین کا یہی ہے جو ذکر کیا گیا باقی اور مراتب مراتب ناقصہ اور
تحت اس مرتبہ کے ہین چنانچہ تصریح اس امر کی بیان مندرجہ بالا مین بخوبی
کی گئی ہے اور کمال سہولت اعمال و افعال دین متین کی جو سابق مذکور ہوئی

وہ کمال سہولت صرف مرتبہ ادنون ساہج کی جو کہ لاقل مرتبہ ضروری واسطے تمام عوام سکے ہے مذکور ہوئی پس تعارض ان دونون بیان مین ہرگز نہیز ہے بیان اخلاص کا ہر گاہ معلوم کیا کہ دین اسلام جامع ہے واسطے تمام نیکیون سکے تو اب اس بات کو بھی معلوم کرنا چاہیے کہ عظم اعظم اور شرط اتم واسطے تمام اقسام نکوئیون سکے اس دین متین مین اخلاص ہے قال اللہ تعالے مخلصین لہ الدین و آتینا قال الا للہ الدین الخالص و الینا قال وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین اخلاص سکے معنی یہ ہین کہ جو کام کرے صرف خدا ہی سکے رضا کے واسطے کرے سوا اتباع امر اور طلب مرضیات حضرت خالق کائنات سکے اور کچھ مقصود اوس سے نرکھے پس اس صورت مین اگر کسب معیشت دنیوی اور پرورش و خدمتگذاری اپنے اہل و عیال کی صرف بنظر اتباع حکم خداوند جل و علے بجا لائیگا تو اوسمین بھی اجر عظیم خداوند منعم حقیقی کیطرف سے پائیگا اور اگر صوم و صلوۃ اور حج وغیرہ عبادات خاصہ کو بدون غرض رضاے خداوند جل و علی کے ادا کرے گا یعنے سوا رضاے خدا کے کوئی دوسرا مقصود اپنے لیئے ٹھہرایگا تو مقصود بھی توان عبادات خاصہ سے بھی کچھ بھلا فائدہ نہ اوٹھائیگا پس تقسیم اعمال کی باعتبار اخلاص اور عدم اخلاص سکے تین قسم پر ہے ایک وہ کہ خالصۃ رضاے خدا ہی اوس سے مقصود ہو دوسرے وہ کہ رضاے خدا مقصود نہو بلکہ سوا رضاے خدا کے اور کچھ مقصود ہو تیسرے وہ کہ رضاے خدا اور دوسرا کوئی مقصود مخلوط ہو یعنے دو طرح سکے مقصود ایک عمل مین ملحوظ ہون اور

یہ قسم منقسم ہی دو قسم پر قسم اول یہ کہ مقصود اول و بالذات رضاے خدا ہو اور دوسرا جو کچھہ مقصود ہو بالتبع اور ضمنی ہو قسم دوم بعکس اسکے یعنے یہ کہ رضاے خدا تبعاً اور ضمناً مقصود ہو اور مقصود اول و بالذات سوا رضاے خداکے اور ہی کچھہ ہو گا ان سب اقسام کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ طریق لازم اور مختص خاص تو واسطے پیروان دین اسلام اور متبعان سنت سنیہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے قسم اول ہی ہی یعنی ہر بندہ مومن کو لازم ہی کہ جو کام کرے مقصود اوس سے سوا رضاے خداکے اور کچھہ نرکھے لیکن اس طرح پر التزام اخلاص منصب خاص ہی مقربان ذی اختصاص کا سوا مقربان خاص کے اور کوئی شخص برتاو اخلاص جملہ اعمال و افعال مین نہین کرسکتا بلکہ عوام مردم کو تو برتاو اخلاص کا عبادات خاص مین بھی نہایت عسیر و دشوار ہوتا ہی مگر جاننا چاہیے کہ عبادات خاصہ مین دوسرے مقصود کے خلط ہونے سے شرک جلی لازم آتا ہی پس عبادات خاصہ مین سوا تعظیم واتباع امر خداکے اور اغراض نفسانی کا مخلوط ہونا نہایت بدہی جملہ خواص وعوام اہل اسلام کو گریز و پرہیز اوس سے ضرور چاہیے رہے اور تمام افعال واعمال وافعال اقتضاے دینداری تو یہ ہی کہ اور تمام اعمال وافعال دینی ودنیوی مین بھی اتباع مرضیات خداہی کو قبلہ توجہ گردانے اور اگر اسطرح کی اخلاص نیت ممکن نہو اور اور مطالب ہواے نفسانی بھی آکر ساتھہ اسکے مختلط ہونا چاہین تو اوس صورت مین لازمۂ ایمانداری یہ ہی کہ اتباع مرضیات خداوند کو اصل مراد اور مقصود بالذات گردانے اور باقی اغراض کو ضمنی و بالتبع

اوس مقصد اصلی کا جاتا رہتی صورت عکس اسکی یعنی یہ کہ اصل مقصود توہواے نفس ہو اور طلب رضاے خدا بھی بالتبع اوسکے شامل ہو گو یہ صورت بھی ایک نوع اقتضاے ضعف ایمان ہی سہی لیکن حسن ایمان اور قوت اسلام کے تو یہ صورت بالکل خلاف ہے اور جبکہ یہ صورت بھی خلاف حسن ایمان ٹھہری تو صورت عکس قسم اول یعنی یہ کہ سواے ہواے نفس کے طلب مرضیات خدا کو اصلا لگاؤ بھی نہ ہو اس صورت مین تو گویا جادۂ دین متین سے سرتاسر ہی انحراف ہے الحاصل مذہب اہل اسلام مین شرط اعظم اور مقصد اہم واسطے جملہ اعمال وافعال کے اخلاص ہی ہے تحصیل وتکمیل مرتبہ اخلاص کے واسطے ہر دیندار کو جہان تک ممکن ہوسکے کوشش کرنا چاہیے اور اصل لطاعت اپنی اخلاص ہی کو سمجھنا چاہیے بعد اتمام اس تمہید کے فضیلت اخلاص اور کیفیت اخلاص کو بھی دریافت کرنا چاہیے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالے الاخلاص سر من اسراری استودعتہ قلب من احببت من عبادی وقال علی کرم اللہ وجہہ لاتہتموا القلۃ العمل واہتموا القبول فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ بن جبل اخلص العمل یجزک منہ القلیل وایضا قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما من عبد یخلص لعمل اربعین یوما الا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علے لسانہ قال سہل رحمۃ اللہ علیہ الاخلاص ان یکون سکون العبد وحرکاتہ للہ تعالے خاصۃ وقال ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ الاخلاص صدق النیۃ مع اللہ تعالے خلاصہ ان تمام احادیث واقوال کا یہ ہے کہ اخلاص ایک بہت بڑا سر ہو اسرار الہی سے

جو سپرد کیا جاتا ہی خداوند تعالے کیطرف سے اوس شخص کے دل کو جسکو
خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہی اسیواسطے حصول مرتبہ اخلاص کے واسطے
بہت فکر و کوشش کرنا چاہیے بلکہ قلت و کثرت عمل کے واسطے فکر و تردد
چنداں ضرور نہیں ہی چاہیے کہ جو کچھ رنج و تردد کیا جاوے تحصیل و تکمیل مرتبہ اخلاص
کے واسطے کیا جاوے کہ قبول عمل موقوف اوپر اخلاص ہی کے ہوتا ہی اور
بہت بڑا فائدہ اخلاص کا از روے حدیث شریف کے یہ ہی کہ اگر چالیس دن
کوئی بندہ مومن جملہ اعمال و افعال اخلاص کو ملحوظ رکھے تو نہریں حکمت کی
اوسکے دل سے خود بخود جوش کر کے زبان کیطرف آتی ہیں اور جاری
ہو جاتی ہیں حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے معنی اخلاص کے یہ بیان کیے ہیں
کہ جملہ حرکات و سکنات بندہ کے خاصتہً خدا ہی کے واسطے ہوں اور
حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ الاخلاص صدق النیۃ مع
اللہ الحاصل صدق نیت اور خلوص دل کے ساتھ جو عمل سرزد ہوتا ہی
البتہ وہ ایمان کو قوت دیتا ہی لہذا مومن کامل وہی ہیں جنہوں نے نفس
اور دل اور روح تینوں کو آمادہ اور گردیدہ کیا ہی اللہ پاک کی وحدانیت پر
اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اور ثمرہ اس گرویدگی کا
بیشک متابعت ہی ہی یعنی فرمانبرداری پس نفس کی فرمانبرداری یہ ہی کہ باز
رہے اون چیزوں سے جنکو اللہ تعالے نے منع فرمایا ہی اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جنسے ڈرایا ہی اور دل کی فرمانبرداری یہ ہی کہ تصدیق
کرے جمیع احکام شرعی کی قولاً و فعلاً یعنی جو کچھ امر و نہی ہی اوسمیں سر مو تجاوز نکرے

اور رجوع کی قربانیر جاری ہے یہ ہے کہ عبودیت کا مرتبہ اوٹھاسئے یعنی بندگی مین مستغرق ہوکر سوا معبود حقیقی کے سب کو نیست اور موہوم سمجھکر محو دیدار الٰہی ہوجانے دوام عبودیت سے مقام صدق حاصل ہوتا ہے وہ مقام بہت بڑے مرتبے کا ہے جسکو حاصل ہوتا ہے سر توحید اوسپر منکشف ہوجاتا ہے یہان جان لینا چاہیے کہ عبادت اور عبودیت مین فرق یہی ہے کہ عبادت عبارت ہے ایسی بندگی سے جو کہ اوقات مقرری کے ساتھ مشروط ہے جیسے اداسے نماز اور وظائف و اشغال وغیرہ اور عبودیت عبارت ہے ہمیشہ حق سبحانہ کیطرف لو لگائے رہنے سے اسکے لیے کوئی وقت خاص معین نہین کوئی لحہ اور لحظہ اس سے غافل نہونا چاہیے

بیان سر ایمان کا خداوند زبان و جہان کو بزرگ و برتر تمام عالم پر جاننا اور بمقابلہ ذات خداوند کائنات کے اور کسی چیز کی ہستی اور حقیقت کو نہ ماننا اصل سر ایمان ہے اور ثمرہ اسکا شرم کرنا ہے خداوند تعالے سے یعنے برخلاف رضائے خدا کسی کام مین قدم اسکا نہ اٹھنے اور عظمت اور بزرگی خداوند جل وعلے سے ہر وقت شرم کرتا رہے اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الحیاء شعبۃ من الایمان جب ایمان اس درجے کو پہونچتا ہے تو مشاہدہ حق کی استعداد حاصل ہوتی ہے اور جب مشاہدہ ٹھیک صورت پکڑتا ہے تو تعظیم حضرت حق درست ادا ہوتی ہے اور باطن سالک مین تعظیم سماتی ہے پس ظاہر حال بھی بتبعیت باطن سے نہایت درست ہوجاتا ہے اور نقش خیالات ماسوا اسکے صفحۂ دل سے بالکل محو ہوجاتا ہے پس جبکہ کمال حیا حق مشاہدہ ہوتی ہے کسیطرح طمع اسکو نہین رہتی اور جبکہ کمال محبت حق مشاہدہ ہوتی ہے تو سوا حضرت حق کے اور کسی کا خوف اسکے

دل سے بالکل اوٹھ جاتا ہی اور جبکہ کمال لطف حق مشاہدہ ہوتا ہی تو حق تعالے کے ساتھہ ایسا انس اسکو ہوتا ہی کہ غیر حق کی محبت بکبارگی منقطع ہو جاتی ہی اور جبکہ کمال فضل حق مشاہدہ ہوتا ہی تو رویت احوال و افعال اس سے ساقط ہو جاتی ہی اور جبکہ کمال کرم حضرت حق مشاہدہ ہوتا ہی تو حق تعالے کیطرف سے اسکو ایسا انبساط حاصل ہوتا ہی کہ تمامی خلق اللہ کو اسکی طرف حاجت ہوتی ہی اور جبکہ کمال قہر حق مشاہدہ ہوتا ہی تو سب رائے اور تدبیر اس سے ساقط ہو جاتی ہی اور جبکہ بے علتی افعال حق کی مشاہدہ ہوتی ہی تو اسنے کسی فعل پر اسکو اختیار باقی نہین رہتا بہرحال جب یہ صفات حق کو مشاہدہ کریگا اونکی جلالت اور ہیبت سے قطعاً اسکو آرام اور قرار باقی نہین رہیگا غرض ایمان بہت بڑی دولت ہی خدا کی طرف سے واسطے بندون کے جسکے فوائد بعید اور نتائج سعید کا بیان نہین ہو سکتا رہا مجرد اقرار لسان پس وہ ایمان تقلیدی ہی نہ حقیقت ایمان الحق ؎ تا نگردی تو مسلمان از درون ✤ کے توانی شد مسلمان از برون ✤ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا اجراے احکام شرعی کے واسطے ہی کیونکہ دل کا حال سوا اللہ تعالے کے اور کسی پر منکشف نہین ہوتا پس جب تک علانیہ اقرار نکریگا اسلام مین محسوب ہوکر مستحق وراثت اور مستوجب حقوق و حدود و حمایت کا نہ ٹھہریگا اسی گردیدگی اور اقرار ظاہر کا نام اسلام ہی لیکن اسلام ظاہر دنیا سے تعلق رکھتا ہی بعد مرنے کے باقی نہین رہتا اور ایمان بعد موت کے بھی باقی رہیگا مضمون آیۂ کریمہ ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق ط جسکے

نزدیک تمھارے عرض دنیوی سے ہی آخر ہونے والا ہی اور جو کچھ نزدیک خدا کے ہی وہ ہمیشہ باقی رہیگا پس اصل ایمان و اسلام یہی ہی کہ دل سے تسلیمات ہو بعد اسکے زبان کو بھی دل کے موافق کرے اور پھر اطاعت و فرمانبرداری مین کمر مضبوط باندھے اور خیر و صلاح کی جستجو کرے اور کسی عمل مین سوا امتثال و رضا جوئی حضرت حق کے اور کسی بات سے سروکار اور غرض نہ رکھے

بیان اون امور ضروری کا کہ سلوک صراط مستقیم اور طریق قویم شریعت و طریقت کے واسطے اون سے چارہ نہین ہی

ای عزیز واسطے بہم پہونچانے صلاحیت اور حصول سعادت اور طی کرنے راہ طریقت کے مساعدت ان پانچ امر کی ضرور ہی اول توبہ و استغفار دوم استقامت سوم پیر طریقت چہارم مجاہدہ پنجم توفیق **اول توبہ و استغفار** استغفار کے معنی طلب آمرزش اور توبہ کے معنی ارتکاب معصیت سے باز آنے کے ہین یعنی جس کام کا کرنا بحکم خدا و رسول منع ہی اوس سے پشیمان ہوکر باز رہے چونکہ بجا آوری شرائط خدمت نہایت دشوار ہی اور بندہ کیسا ہی مطیع کیون نہو ادائے حقوق مالک حقیقی مین ہر دم قاصر و خطا دار ہی لہذا ہر ایک بندۂ مومن کے واسطے خواہ وہ زمرۂ فجار سے ہو خواہ گروہ ابرار سے مداومت و التزام توبہ و استغفار ضرور چاہیے اور حقیقت مین توبہ عبارت ہی پھر جانے

صفات رذیلہ سے اور مستقیم رہنا عمدہ ضروریات سے واسطے توبہ کے جاننا چاہیئے کیونکہ توبہ کرکے معصیت کا مرتکب ہونا سخت تر اور زیادہ تر نقصان پہونچانے والا ہے اسلیئے کہ گناہ بمنزلہ مرض کے ہے اور نکس مرض یعنے بیماری سے آرام پاکر پھر بیمار ہونا نہایت بدا ور بلائے اشد ہوتا ہے تاکید توبہ قرآن شریف مین جابجا آئی ہے حضرت حق سبحانہ نے پچیس سورتون مین سوے قرآنی سے تحریص توبہ متواتر فرمائی ہے ازانجملہ ہے یہ آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور بھی ازانجملہ ہے یہ آیت ولو انھم اذ ظلموا جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور بھی ازانجملہ ہے یہ آیت افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم مخفی نرہے کہ چونکہ مدار کار دین اسلام کا انھین تین چیزونپر ہے یعنی جس سے منع کیا گیا اوس سے باز رہنا اور جسکا حکم فرمایا ہے اوسکو بجالانا اور قضائے الٰہی پر صبر کرنا اور راضی رہنا پس مرتبہ بندگی واطاعت خداوندی بدون ان تین چیزون کے حاصل نہین ہوسکتا اور نفس کی پیروی اور تبعیت کرنا بنیاد ہے محرومی کی صفات عالیہ سے کیونکہ ہوا اور ہوس سبب ہوتی ہین دور ہونے بندے کے رحمت اور عنایت خاصہ حضرت حق سے اور محجوب ہونے کی شہود حق سے لہذا گذرے ہوے گناہون کے واسطے مستغفر رہنا اور توبہ کرنا اور بھی آگے کو عزم بالجزم ترک معاصی کا مضبوط رکھنا واجبات سلوک طریق مرضیات حضرت رب العالمین اور لوازم ضروریہ دین متین سے قرار دیا گیا ہے اسیواسطے فرمایا ہے اللہ جلشانہ نے یاایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ

توبۃً نصوحا یعنی توبہ نصوح کے توبہ صادق کے ہین انکی حصول اسباب کو
خوب طرح سے معلوم کرلینا چاہیے کہ مبتلا ہونا ساتھ گناہون کے سخت بلا ہے
اول اوسکا سختی دل اور آخر اوسکا کفر ہے نعوذ باللہ منہا اور علامت اسکی سیاہ
ہوجانا ہے دل کا اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرتے کرتے پھر گناہ سے ہرگز
نہین ڈرتا اور عبادت کرنے مین اصلا لذت نہین پاتا اگر نصیحت کیجیے تو اوسکے دلپر
اثر نہین کرتی معاذ اللہ من ذلک پس علاج اس مرض مہلک کا توبہ اور استغفار
کے سوا اور کچھ نہین آیا ہے ؏ دردمندانِ گنہ را روز و شب ✤ دارو بہتر
ز استغفار نیست ✤ طرفہ یہ ہے کہ لوگ گناہ کرنے مین عاجز نہین مگر توبہ کرنے
مین اکثر عاجزی اپنی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ توبہ مین جب ثابت قدم
نہ رہ سکے تو ایسی توبہ سے کیا فائدہ گویا اول ہی سے آیندہ کو بھی گناہ کرنے
آمادہ ہو رہتے ہین اور نہین جانتے کہ موت کا وقت معلوم نہین کیا عجب
ہے کہ رحمت حق شامل ہو بعد توبہ کرنے کے گناہ کی نوبت نہ آنے لے اور موت
آجاے اور اگر خدانخواستہ بخلاف اسکے ظہور مین آئے تو کیسی شامت ہو
کہ اسی خیال باطل مین رہین اور توبہ کی فرصت ہی نہ پائین کہ یک بیک
مرجائین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہلک المسوفون
یعنے ہلاک ہوے فرصت کو نہ غنیمت سمجھنے والے اور تاخیر کرنے والے
امر ضروری مین غرض توبہ سے محروم اور غافل رہنا کسیطرح نہین چاہیے
اور نہ اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ توبہ ہمارے ساتھ تخلف ہوا اور اسکا
بار بار معاصی کی کہان تک ہوگی کس واسطے کہ رحمت خداوند ارحم الراحمین

کی بہت ہی واسع ہی اوس رحمت سے مایوس ہونا کسیوقت نہین چاہیے اسیواسطے
بعض بزرگون نے فرمایا ہی ع باز آ باز آ ازانچہ ہستی باز آ * گر کافر و گبر و
بت پرستی باز آ * این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ
ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہین کہ ایمان کے حق مین گناہ ایسے ہین
جیسے بدن کے حق مین مضر غذائین کہ معدے مین جمع ہو کر اخلاط کے
مزاج کو بدلتی رہتی ہین اور آدمی کو اسکی خبر نہین ہوتی پھر ایک دفعہ مزاج بگڑ کر
آدمی بیمار پڑ جاتا ہی اور آخر کو ہلاک ہونیکی نوبت پہونچتی ہی پس جبکہ دنیاے فانی
مین ہلاک کے ڈر سے ماکولات مضر کا استعمال نکرنا ہر حال مین ہر وقت
آدمی اپنے اوپر واجب سمجھتا ہی تو ہلاکت ابدی کے ڈر سے مہلکات
باطنی سے فوراً دور بھاگنے اور گریز و پرہیز کرنے کو البتہ اور بھی زیادہ تر واجب
ولازم فرض متحتم سمجھنا چاہیے پس جسطرح کہ زہر کھانے والا اپنے فعل پر پشیمان
ہو کر فی الفور قی کرکے یا اور کسی حیلے سے زہر کا دفع ہونا چاہتا ہی تا کہ بدن
مین زہر کی تاثیر نہ ہونے پاوے ویسے ہی گناہگار کو توبہ کی طرف بہت جلد
مبادرت کرنا لازم ہی ایسا نہو کہ گناہون کا زہر ایمان کی روح مین تاثیر کر جاوے
اور پھر طبیبون کے ہاتھ سے علاج اسکا نکلجاوے اور یہی جان لینا چاہیے
کہ معصیت اگرچہ مومن کو ایمان سے باہر نہین کرتی لیکن خوف اسکا ہی کہ آہستہ
آہستہ تاریکی گناہونکی دلکو گھیر لے اور سفیدی نور دل کی بالکل زائل ہو جاوے
اور آخر کار نوبت تا بکفر پہونچاوے پس التزام توبہ و استغفار واسطے دور ہونے
سیاہی گناہ کے جو کہ صدور معاصی سے اکثر اوقات پیدا ہوتی رہتی ہی اور

نورانیت دل کو تدریج دمبدم کھوتی رہتی ہی نہایت ضرور از جملہ اہم امور ہی تاکہ ظلمات معاصی زیادہ تر اثر دلپر کرنے اور جمنے نپاوین بمجرد حدوث کہوتے اور نفی و معدوم ہوتے رہیں بلکہ علاوہ اسپنے معاصی ذات خاص کے والدین اور ذوی القربی اور ذوی الحقوق اور سائر مومنین و مومنات کے واسطے طلب مغفرت جناب اقدس الٰہی سے کرتے رہنا اہم ضروریات دین اسلام سے ہی کس واسطے کہ ادای حقوق والدین اور دیگر ذوی الحقوق کے واسطے خاصکر بعد مرنے اون ذوی الحقوق کے طلب مغفرت سے بڑھ کر کوئی چارہ و تدبیری نہیں ہی اور بہت بڑی حکمت التزام دعاے مغفرت نفس غیر لینے باقی جملہ مومنین و مومنات مین یہ ہی کہ قبول دعا کے واسطے زبان پاک یعنے غیر عاصی زیادہ تر مفید و موثر ہوا کرتی ہی پس چونکہ زبان ایک شخص کی گو وہ کیسا ہی عاصی کیون نہو دوسرے اشخاص کے حق مین فی الواقع بحکم غیر عاصی کے تھی لہذا حکم طلب مغفرت واسطے ایک دوسرے کے ہر ایک بندۂ مومن کو دیا گیا اور طلب مغفرت ذوی الحقوق و جملہ مومنین و مومنات اہم مطالب اور عمدہ مقاصد واسطے بندۂ مومن کے مقرر کیا گیا الحاصل التزام توبہ و استغفار کو نہایت امر اہم اور مقصد اعظم واسطے سلوک طریق دین اور حصول مرتبۂ حق الیقین کے سمجھنا چاہیے آیۂ کریمہ ان اللہ یحب التوابین واسطے ثبوت امر اہم اور مقصد اعظم ہونے توبہ کے دلیل کافی ہی حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ سے ترغیب و تحریص بندگان گنہگار و خطاوار کے حق مین کونسی زیادہ ہدایت اتم اور ارشاد وافی ہی خواص کو

رفع درجات اور حصول کمالات کے باب میں جو قصور واقع ہو اوسکے واسطے
توبہ کرنا اور اخص خواص کو دوام شہود اور حضوری اور بیداری اور انقطاع
التفات ماسوا اللہ میں جو حرج و فتور واقع ہو اوس سے توبہ کرنا اور عامۂ مسلمین
کو واسطے کفارۂ ذنوب کے اور مغفرت معاصی کے توبہ کرنا اور چھوڑنا جمیع
شہوات اور لذات دنیوی کا اشد ضروریات دین سے ہی اور طریق توبہ کا
بزرگان دین نے یون لکھا ہی کہ غسل کرے اور کپڑے پاک پہنے اور چار رکعت
نماز جتنے القدر ہو خضوع اور خشوع کے ساتھہ ادا کرے پھر سر نیاز زمین پر رکھے
ایسی جگہ مین کہ سوا خداوند تعالے کے اور کوئی اسکو نہ دیکھتا ہو پس ہر طرح
کی الحاح و زاری اور انکسار و اشکباری کے ساتھہ توبہ کرے اور دل کھولکر
جتنے گناہ عمر بھر کیے ہون ایک ایک یاد کرکے اپنے نفس کو ملامت کرے
اور مناجات اس طرح کرے کہ الٰہی یہ بندہ بھاگا ہوا تیرے در پر حاضر آیا ہی
اور اپنے گناہون کا عذر کرتا ہی صفات رحیمی و کریمی سے اپنی اسکو بخشدے
اور اب جو کچھہ اسکے عمر سے باقی ہی اوس بقیہ عمر مین تا مرگ اسکو گناہون سے
بچا کہ خیر تیرے ہی ہاتھہ مین ہی اور توہی ہی بخشنے والا گناہون کا یہان یہ بھی
جاننا چاہیے کہ گناہ دو قسم پر منقسم ہین ایک گناہ خالق دوسرے گناہ مخلوق
اور گناہ خالق کی بھی دو قسمین ہین قسم اول ترک اوامر یعنی فرائض و واجبات کا
مثل ترک روزہ و نماز وغیرہ کے توبہ اسکی یہ ہی کہ لازم پکڑے اپنے اوپر قضا
اوسکی بقدر امکان قسم دوم ارتکاب منہیات جیسے شراب پینا سود کھانا زنا
کرنا ناچ دیکھنا باجا سننا اور مثل اسکے توبہ اسکی یہ ہی کہ پشیمان ہووے اپنے

اعمال پر اور سزم جزم کرے آیندہ نکرنے پر ایسے گناہون کے باقی رہی دو قسم گناہ کی جو کہ ایک مخلوق سے بہ نسبت دوسری مخلوق کے ہو کرتا ہے یہ قسم اشد اقسام گناہ سے ہی اگرچہ اعظم ترین اقسام گناہ شرک ہی شرک سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہو سکتا لیکن بعد شرک کے اور اکثر گناہ تلف حقوق مخلوق کے تلف حقوق خالق سے اشد ترین کسواسطے کہ خداوند اکرم الاکرمین سب سے بے نیاز ہی سوا شرک کے اور کیسا ہی کوئی گناہ کیون نہو اوسکے بخشنے سے انکار اوس خداوند کریم غفار نے نہین فرمایا بلکہ وعدہ بخشش جملہ ذنوب وخطیات فرمایا ہی پس حقوق خالق مین امید بخشش کی اوس ارحم الراحمین سے ہر طرح ہی بخلاف حقوق مخلوق کہ بار حقوق مخلوق کا بار حقوق خالق سے بمراتب زیادہ تر ہوتا ہی اور امید عفو کی مخلوق سے ہوتی نہین لہذا خیال رہے حقوق مخلوق کا انسان کو حقوق خالق سے بھی زیادہ تر چاہیے پس اگر گناہ مخلوق متعلق ہی ساتھ مال کے تو واجب ہی کہ حق مالی شخص ذی حق کا واپس دے اور اگر مقدور نہو تو عاجزی کرکے اوس سے معاف کرا لے اور در صورت غائب ہونے اوس ذیحق کے انتظار اوسکے حاضر ہونے کا کرے یا خود تلاش اوسکی کرکے حق واجب الادا کو اوسکے پاس پونہچا دے اور اگر مر گیا ہو تو اوسکے وارثون کو وہ حق پونہچا دے پس اگر وارث بھی نہون تو اوسکی روح پر صدقہ کرے یا نیکی بہت کرے اور ہمیشہ درگاہ باری مین الحاح وزاری کرتا رہے اور در صورت مسلمان ہونے اوس ذیحق کے دعاے مغفرت اوسکے واسطے مانگتا رہے اور خداوند تعالے سے اپنے

واسطے پناہ پاسکے تاکہ خداے ارحم الراحمین اپنے لطف وکرم سے مدعی کو
بعوض اس دعوے کے آخرت کی نعمتون سے یا تخفیف عذاب آخرت سے
خوشنود فرماوے اور عرصۂ قیامت مین مدعی مذکور اپنے دعوے سے دستبردار
ہوجاوے اور اگر گناہ مخلوق متعلق ہو ساتھہ نفس کے توچاہیے کہ اوسکے قصاص
کے واسطے اپنے نفس کو حاضر کرے ہان اگر مظلوم خود خواہ اولیا اوسکے
اس گناہ کو معاف کردین تو خیر ورنہ سوا قصاص کے کوئی تدارک اوس گناہ کا
نہین ہوسکتا پس اگر ان صورتون مین کوئی صورت بھی ممکن نہو توچاہیے کہ
طرف توبہ واستغفار اور طلب مغفرت اپنے اور اوس مظلوم کے رجوع کرے
اور اگر گناہ مخلوق متعلق ہو ساتھہ ہتک آبرو اور دل آزاری کے جسطرح سخت
کہنا یا دشنام دینا یا غیبت وبہتان کرنا توچاہیے کہ جس شخص کی برائی کی ہو
اوسکی خدمت مین حاضر ہوکر عجز والحاح کرے اور اوس سے معاف چاہے
اگر بہتان کیا ہو تو اپنے جھوٹے ہونے کو اوسپر اور سب پر ظاہر کردے
پس اگر عذر ومعذرت اور استعفاے جرم وخطا مین کچھہ کام نہ نکلے تو پھر آخر الدوا
وہی خداوند خطاپوش عذر نیوش کی طرف رجوع لانا ہو اور دعاے عفو ومغفرت
اپنے اور اوس شخص کے واسطے ہمیشہ مانگنا الغرض ان تمام اقسام گناہون
کے واسطے تدبیر عفو یہی ہو کہ اول توجسطرح ہوسکے خصم کو راضی کرے ورنہ
خداوند ارحم الراحمین کے حضور مین بصدق دل حیرانی وپشیمانی اپنی ظاہر کرکے
گریہ وزاری کرتا رہے علاوہ اسکے جملہ مسلمانان ذیحق کے حق مین دعاے
مغفرت کرتے رہنا بھی ایک نوع اونکے حقوق سے نجات پانے کے واسطے

بہت مفید ہی **دوم استقامت** استقامت سے مراد کیا ہی قایم رہنا
اپنے عزم پر یعنے باقی ہونا قصد کا دل مین آخر تک حاصل یہ کہ جب تک
مقصود حاصل نہو اپنے قصد سے نہ ٹلے ع تا تن رسد بجانان یا جان
زتن برآید ملا حسین واعظ نے کتاب رشحات مین لکھا ہی کہ استقامت
بہت مشکل امر ہی کیونکہ استقامت کے معنی ہین حد وسط پر قایم ہونا سب افعال
اور اقوال اور اخلاق اور احوال مین اسطرح پر کہ جو چیز ضروری ہی اوس سے
سر مو تجاوز واقع نہو اور افراط اور تفریط سے محفوظ رہے اس لیے کہا گیا ہی کہ
الاستقامۃ فوق الکرامۃ الحق اصل کار استقامت ہی اور ظہور کرامات وخوارق
عادات کا بدون استقامت کے کچھ اعتبار نہین ہی **سوم پیر طریقت**
جسکی ادنی صفت یہ ہوکہ الزاہدون فی الدنیا والراغبون فی الآخرۃ والراضون
بقضاء اللہ وقدرہ جس طرح کہ واسطے امت کے پیغمبر چاہیے اور طفل کو دایہ
اور بیمار کو طبیب اور پیاسے کو پانی اور بھوکے کو کھانا اسی طرح اس راہ کے
چلنے والے لوگون کو پیر رہنماے طریق بھی ضروری درکار ہی کیونکہ بناے
کسب کمالات اس عالم مین تعلیم وتعلم اور افادہ اور استفادہ ہی پر مقرر کیگئی ہی
پس اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ہرگاہ کافی ہونا کتاب وسنت کا یقینا
ثابت ہی تو احتیاج پیر طریقت کی کیا ہی تو جواب اسکا یہ کہ کتاب وسنت کو برابر
کتب حاوی فن طب کے سمجھنا چاہیے اور پیر طریقت کو برابر طبیب حاذق
تجربہ کار کے پس کتب حاوی طب پر صادق آتا اس بات کا کہ یہ کتابین علاج
امراض جسمانی کے واسطے کافی ووافی ہین پر منافی احتیاج طرف طبیب حاذق

تجربہ کار کے نہین ہے کیا کوئی عاقل یہ بات کہہ سکتا ہے کہ ہر گاہ کتب طبیہ واسطے
علاج امراض کے کافی و وافی ہین تو احتیاج طبیب تجربہ کار کی اصلا ثابت نہوئی
الحق جس طرح مرتبہ صحت کو پہونچانا مریض کا انھین کتب طبیہ کے نسخون کے استعمال
سے کام طبیب کا ہے اسیطرح راہ سلوک پر چلانا اور مقصود اصلی کو پہونچانا ساتھہ
پیروی کرانے اسی کتاب و سنت کے کار خاص ہے پیر طریقت کا اطبا
حکماے جسمانی ہین اور پیران طریقت حکماے روحانی و نفسانی جس طرح
اونکو درک و تشخیص امراض جسمانی مین مرتبہ حذاقت ہے اسیطرح انکو درک و تشخیص
امراض نفسانی مین کمال ہی دستگاہ ولیاقت ہے دیکھو جس طرح کوئی عالم و
عاقل باوجود جاننے مطلب کتب طبیہ کے علاج اپنے مرض کا بدون رجوع
طرف طبیب لبیب کے نہین کرسکتا اور اگر کریگا تو خوف ضرر بیشتر ہوگا اسیطرح
کوئی عالم وعاقل باوجود جاننے مطالب کتاب و سنت کے علاج امراض
باطن کا بدون رجوع طرف پیر رہنما کے ممکن نہین کہ کر سکے اور اگر کریگا تو خوف
ضرر بیشتر ہوگا اگر باوجود کتب کافی و وافی کے معلم طریق کی ضرورت نہوتی تو
صرف کتاب ہی واسطے ہدایت کے کافی ہوتی احتیاج سنت یعنی ہدایات
خاصہ نبی کی کیا تھی علاوہ اسکے اگر باوجود کتاب و سنت کے درک و وصول
مدارج علیا کے واسطے احتیاج نفس ذات معلم کی کچھہ نہوتی تو باوصف موجود ہونے
کتاب و سنت کے تابعین مرتبہ صحابہ کو اور تبع تابعین مرتبہ تابعین کو کیون نہ پہنچے ہوتے اور
صحابہ رضی اللہ عنہم خاصۃ افضل اکمل اور تمام امت سے کسواسطے ہوتے کتاب و سنت
جسطرح آنحضرت کے وقت مین تھی بعد آنحضرت کے بھی باقی رہی بلکہ جمع

قرآن شریف اور تحقیق و تالیف احادیث منیف میں بعد آنحضرت صلعم کے تو اور بھی زیادہ جوشش و کوشش وقوع میں آئی یا کتاب و سنت متفرق طور پر تھیں یا ان دونوں سے صورت ترتیب و تکمیل و کھلائی لیکن چونکہ بعد وفات آنحضرت کے فیض ذات خاص باقی نرہا وہ مراتب خاص صحابہ کے ہو تھے صرف کتاب و سنت سے اورونکو ہرگز حاصل نہوسکے سوال مرض و تشخیص امراض باطنی اور شوائب نفسانی کیواسطے کیا کتب تصوف اور وقائع اقوال و احوال بزرگان طریقت کافی نہیں ہیں جواب جسطرح معالجات علوی خان و شفائی خان وغیرہ اطباء نامی و گرامی کی احتیاج طبیب تجربہ کار دست سے بے پروا نہیں کرتی اسیطرح کتب مسائل تصوف اور اقوال و احوال بزرگان طریقت بھی مستغنی احتیاج پیر طریقت سے ہرگز نہیں ہیں مطالعہ کتب تصوف و اقوال و احوال بزرگان طریقت مفید تو اس راہ میں البتہ ہے لیکن اصل سلوک کے واسطے صحبت پیر طریقت ضرور چاہیے غرض احتیاج پیر طریقت سے اس راہ میں کچھ چارہ ہی نہیں ہے کتب معالجات میں تو بھی طرح طرح کے نسخے اور طرق علاج کے لکھے ہوئے ہیں لیکن موافق مزاج اور کیفیت و مقدار مرض اور حالت مریض کے معجون یا شربت تجویز کرنا اور علاج مناسب عمل میں لانا کار خاص ان کتب معالجات کا نہیں ہے بلکہ یہ کام ہے طبیب حاذق و تجربہ کار کا بدون طبیب حاذق کے سرانجام اس کام کا ممکن نہیں ہوتا اے عزیز یہ راہ بہت پر خطر ہے کہ دنیا اور نفس اور شیطان اور بہت سے جن و انس اور اور تمام تعلقات ماسوا جابجا کمین کے واسطے ہر طرف کے بیٹھے ہوئے ہیں اور فلاسفہ اور دہریہ اور ملاحدہ اور اور انواع فرق

مخالفان طریق بھٹکانے اور دھوکا دینے کے واسطے ہر ہر قدم پر گذر رکھتے ہیں اور علاوہ اسکے اور بہت سے فرلات اور آفات اور عقبات پیش آتے ہین پس بدون اقتدار رہبر کامل اور مقتداے واصل کے جانا اس راہ کا ہر قدم پر اندیشہ خطر اور خوف ضرر ضرور رکھتا ہے ع در سایۂ پیر شو کہ نابینائے اولی تر آنکہ با عصائے گردد + گاہی شود کوہ عجب را رہزن + تا پیر ترا چو کہربائی گردد + گر این بکنی کہ گفت عطار ترا + ہر رنج کہ بیکشی ہبائی گردد + علما اور مشایخ اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالے اجمعین گویا اسبات پر اجماع و اتفاق رکھتے ہین کہ بدون مرشد کامل کے کوئی شخص واصل بحق نہین ہوتا مگر شاذ و نادر کہ اوس وصول شاذ و نادر محض کو بحکم النادر کالمعدوم جاننا چاہیے اور بھی مخفی نرہے کہ واردات شیطانی و نفسانی اور ملکی و رحمانی اس راہ مین راہرو طریقت پر اکثر ظاہر ہوتی ہین اور ابتلا و امتحانات گوناگون پیش آتے ہین پس اون واردات سے آگاہ کرنے کے واسطے اور ابتلا و امتحانات مین فرلتون سے روکنے اور بچانے کے واسطے پیر صاحب تصرف بلند نظر ضرور در کار ہے ع تا نیفتد بر تو مردی راگذر + از وجود خویش کی یابی خبر گر تو بنشستی بہ تنہائی بسے + راہ نتوانی بریدن بے کسے + پیر باید راہ تنہا مرو + از سر عمیان درین دریا مرو + چہارم مجاہدہ یعنی لڑنا نفس کے ساتھہ ہر لمحہ اور ہر آن اور کوشش کرنا بذریعہ اعمال صالحہ کے یعنی جو جو امور واسطے انشراح صدر اور تزکیہ اور تصفیہ باطن کے ضرور ہین اون سبکو اختیار کرنا اور عمل مین لانا مثلاً روزہ رکھنا واسطے منکسر کرنے قوت شہویہ اور غضبیہ کے

کیونکہ اول قدم شہوات کا مرغوب چیزون کی خواہش کرنا ہی اور پھر آگے
بڑھنے سے اقدام اور فسق وفجور اور تمام پرخطر امور کے لازم آتا ہی تا آنکہ
انجام کار مین ہر برے کام پر دلیری کرنے کا انسان کو ایک لپکا سا ہو جاتا
بیان اسباب کو بھی جاننا چاہیے کہ انسان بسبب شہوت کے تو اپنے نفس
کے ساتھ برائی کرتا ہی اور بسبب غضب کے اور بندگان خدا کے ساتھ
برائی کرتا ہی اور بسبب ہوا کے خود حضرت خداوند جل وعلی کے ساتھ برائی
کرتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ الظلم ثلثۃ فظلم لا یغفر وظلم لا
یترک وظلم عسی اللہ ان یترکہ فالظلم الذی لا یغفر ہو الشرک باللہ والظلم الذی
لا یترک ظلم العباد بعضہم بعضا والظلم الذی عسی اللہ ان یترکہ فہو ظلم الانسان
نفسہ الحق نتیجہ شہوت کا حرص ہی اور بخل اور نتیجہ غضب کا عجب ہی اور
تکبر اور نتیجہ ہوا کا کفر ہی اور بدعت اور ان چھہ چیزون کے جمع ہونے سے
ساتوین چیز پیدا ہوتی ہی جسکا نام حسد ہی معاذ اللہ منہا لیس طالب کو ان سب
برائیون کا لحاظ خوب طرح رکھنا چاہیے اور کم کھانا کم بولنا کم سونا استغفار
بہت پڑھنا ہمیشہ ذکر مین مشغول رہنا طہارت پر ملتزم ہونا نماز کی حفاظت کرنا
اوراد ماثورہ وغیرہ کو جسطرح اور جسوقت پیر طریقت نے ادا کرنے کی تعلیم کی ہو
اوسیطرح بلا فرق سر مو ادا کرنا یعنی ہر چیز کو جس موقع پر کرنا ضروری ہی اوسکو ویسا ہی
اور دھیان لگا کر بجا لانا یہ باتین ضروریات سلوک طریق سے ہین ای عزیز
خداوند عالم نے اپنے کلام پاک مین ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات فرمایا ہی بیان ایمان عقیدہ و متصل
ساتھ عمل صالح ہی کے جابجا قرآن شریف مین آیا ہی ایمان عمل صالح ہی سے قوت پاتا ہی عمل صالح

نور ایمان کو دمبدم تیز کرتا ہے اور بڑھاتا ہے یہان تک کہ افزونی نور ایمان سے ظلمات حجاب کے بالکل دل سے دور ہو جاتے ہین اور جملہ اعضا اور قوی کو یہ نور گھیر لیتا ہے تاآنکہ شرح صدر اوس سے حاصل ہوتا ہے اور شرح صدر باعث ہوتا ہے واسطے دریافت کیفیت جزئی وکلی حق وباطل کے اور انکشاف باقی تمام حقایق ودقایق کے اتقوافراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عبارت اسی مقام باعز واحترام سے ہے پس لازم ہے بندہ مومن کو کہ بجاآوری اوامر الٰہی مین جان ودل سے مستعد رہے اور تمام منہیات سے جہان تک ممکن ہو بچا رہے یہان تک کہ مشتبہ چیزون سے بھی ڈرتا اور پرہیز کرتا رہے کہ حصول مرضیات خدا اور وصول ایسے مدارج علیا کا مجاہدہ ہی پر منحصر ہے طریق مجاہدہ راہ خاص محبین کا ہے جن بندگان خاص پر مجاہدہ سے راہ معرفت کھلتی ہے اہل سلوک اونکو محبین کہتے ہین اور سوا محبین کے ایک فرقہ محبوبین کا ہے محبوبین وہ لوگ ہین کہ حق تعالےٰ جل شانہ اونکو اول شناسائے معرفت کرتا ہے اور پیچھے شوق مجاہدہ اون کے دل مین ڈالتا ہے یہ مرتبہ اعلےٰ مدارج قرب وکمال ہے واسطے بندگان خاص کے پنجم توفیق یعنی آسان ہونا حرکت کا طرف صواب کے اور بہم پہونچنا اسباب حصول سعادت کا تھوڑے مین یہ محض عنایت ازدی سے تعلق رکھتا ہے لہذا محتاج ہے طرف استعانت یعنی مدد مانگنے کی خداوند تعالےٰ سے کیونکہ حکیم علی الاطلاق نے بمقتضائے حکمت بالغہ برآمد مطالب طالب کو موقوف اوپر التجا اور زاری اور تضرع واشکباری کے رکھا ہے اور بظاہر حکمت اسمین یہ ہے کہ نفس طالب ذلیل وخوار ہو اور مانگنے کی رسوائی سے تکبر کی گنجایش باقی نرہے

پس لازم ہے طالب کو کہ طلب توفیق خداوند نعم الرفیق سے کسی وقت غفلت کرے اور شب و روز مشغول تضرع و زاری رہکر ایک قدم بھی اس راہ مین بے طلب توفیق خداوند نعم الرفیق کے نہ دھرے اور ثمرہ طلب توفیق کا مجاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے لقولہ تعالےٰ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا اگر طالب صادق کمر ہمت مضبوط باندھکر شکستگی اور عجز و الحاح کے ساتھہ کوشش اس راہ مین کرتا ہے تو مدد توفیق خداوند عزیز پیدا رفیق طریق ہوکر ناکام و ذلیل و نامراد اسکو ہرگز نہیں چھوڑتا

خاتمۃ الطبع الحمد للہ و المنۃ کہ حصہ اول کتاب مستطاب انتساب مسمیٰ بہ تقویم السعادت و تعلیم العبادت کا جوکہ بیان اصول ایمان مین ایک عمدہ حصہ نافعہ ہے منجملہ پانچ حصون ارکان خمسہ اسلام یعنی ایمان نماز روزہ حج زکوٰۃ کے تصنیف لطیف عالم بے عدیل فاضل بے مثیل قاطع بنیان شرک و بدعت رافع اعلام فرض و سنت مقبول بارگاہ خالق کونین جناب مولوی سید محمد معظم حسین خان صاحب بہادر جج عدالت کشمیر وغیرہ باہتمام عاجز خاکسار ذرۂ بے مقدار محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی بتاریخ ۲ شوال ۱۲۹۳ ہجری مطبع نامی نظامی جناب فخر نصاب والا مناقب محمد عبد الرحمن خان صاحب واقع کانپور مین چھپکر طیار ہوا انشاء اللہ تعالےٰ بقیہ چہار حصہ بھی اس کتاب کے عنقریب طیار ہوکر شایع ہون گے

	قطعۂ تاریخ از منصرم مطبع	

شد و طبع چون حصۂ اولین	یمین شہنشاہ عدیر ﷺ حسنین
ز یعقوب شد سال طبعش عیان	زہے طبع زاد معظم حسین
	۱۲۹۳